ڈائرکٹوریٹ آف ڈِسٹینس ایجوکیشن، یونیورسٹی آف جموّں، جموں

کلاس: ایم۔اے | مضمون : اُردو
کورس نمبر: 104 (درس فارسی) | سمسٹر: اول
یونٹ: I-IV | اکائیاں: 1-9

پروفیسر (ڈاکٹر) شہاب عنایت ملک
کورس کوآرڈی نیٹر، ایم۔اے۔اردو، ڈی۔ڈی۔ای
صدر شعبہ اردو، جموں یونیورسٹی، جموں

ڈاکٹر لیاقت علی
انچارج ٹیچر، اردو
ڈی۔ڈی۔ای، جموں یونیورسٹی، جموں

(c) جُملہ حقوق محفوظ ہیں۔اِس کتاب کا کوئی حِصّہ کسی شکل میں جموّں یونیورسٹی کی تحریری اِجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

زیر انتظام نظامت فاصلاتی تعلیم، جموں یونیورسٹی، جموں

مضمون نگار

1۔ ڈاکٹر لیاقت علی (اکائی نمبر 1,2,3,4 & 7)

انچارج ٹیچر، اردو، ڈی۔ڈی۔ای، جموں یونیورسٹی، جموں

2۔ ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ (اکائی نمبر 5)

لیکچرر، شعبہ اردو، جموں یونیورسٹی، جموں

3۔ ڈاکٹر جنید احمد اکائی نمبر 6,8 & 9)

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، مولانا آزاد اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

اڈیٹنگ: ڈاکٹر لیاقت علی (اکائی نمبر 1 سے 9)

انچارج ٹیچر، اردو، ڈی۔ڈی۔ای، جموں یونیورسٹی، جموں

SYLLABUS FOR NON-CBCS

Examination to be held in December 2019, 2020 and 2021.

TITLEOF THE COURSE: ELEMENTARY PERSIAN

CREDITS: 4 **MAXIMUM MARKS : 100**

a) SEMESTER EXAM: 80 MARKS

b) INTERNAL ASSESSMENT: 20 MARKS

Objectives:-

The purpose of this Course is to provide the students with elementary knowledge of Persian language and literature.

UNIT-I

ا۔قواعد فارسی ، اسم اشارہ ، مضاف ، مضاف الیہ، صفت ، موصوف واحد و جمع ، ضمائر ، ماضی مطلق ، ماضی قریب ، ماضی بعید، ماضی استمراری تمنائی ، احتمالی ، مضارع ، حال، مستقبل ، امر و نہی ۔اسمائے مشتقات ، اسمائے عدو، کلمہ، اسم، فعل، مصدر، حاصل صدر۔

UNIT-II

اُردو سے فارسی میں ترجمہ

UNIT-III

فارسی نظم ونثر کا مطالعہ (غنچہ فارسی)

UNIT-IV.

History of Persian Literature: Only biographical and general critical question to be set on the following persian poets.

1. Saadi Sheerazi 2. Amir Khusro
3. Khawaja Hafiz 4. Maulana Jami

NOTE FOR PAPER SETTER:-

There are four units in the course No: URD-104.

This Paper shall be devided in four Units viz Unit-I, Unit-II, Unit-III and Unit-IV. The paper setter shall be set two question from each Unit, asking candidates to attempt one question from each Unit. The total number of questions to be attemted in this Paper shall be 4, which will carry equal marks. Unit wise distribution of marks shall be as Unit-I = 20, Unit-II = 20, Unit-III = 20, Unit-IV = 20. Total is 80. Distribution of Internal Assessments shall be two home assignments = 10x2 =20.

Books Recommended:

1) For Text, Translation & Grammar

2) Ghuncha-i- Farsi (Complete) compiled by abdul Aleem Nami, published by Sir Sayed Book Depot, Aligarh, Rehnuma-i- Farsi, Compiled by Hialal Usmani Khutab Khana Mehmoodia.

3) For History of the Persian Literature: Tarikh-i-Adbiyat-e-Imran by Dr. Raza Zada Shafaq (Translated by Seyyed Mubarizuddin Rifat.

☆☆☆☆☆☆

فہرست

اکائی نمبر1۔	قواعد فارسی	02
اکائی نمبر2۔	قواعد فارسی	08
اکائی نمبر3۔	قواعد فارسی	14
اکائی نمبر4۔	اردو سے فارسی میں ترجمہ	25
اکائی نمبر5۔	غنچہ فارسی کا مطالعہ	38
اکائی نمبر6۔	مولانا جامؔی	66
اکائی نمبر7۔	امیر خسرؔو	71
اکائی نمبر8۔	خواجہ حافؔظ	83
اکائی نمبر9۔	سعدی شیرازی	86
	اسائنمنٹ سوالات	91

اکائی نمبر 1: قواعد فارسی

ساخت

1.1 تمہید

1.2 سبق کا ہدف

1.3 قواعد فارسی، اسم اشارہ، مضاف، مضاف الیہ، صفت، موصوف واحد وجمع

1.4 مشق

1.5 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1.6 امدادی کتب

1.1 تمہید

یہ بات سچ پر مبنی ہے کہ کسی نئی زبان کا سیکھنا اور سکھانا جدید زمانے کی ایجاد ہے اور ایک پیشہ بھی۔ قدیم اور جدید وقت کی ایک اصطلاحی پہچان ہے اور جدید سے مراد 'نیا زمانہ'، قدیم سے مراد 'پرانا زمانہ' کے ہیں۔ ہم اگر قدیم زمانے میں زبانوں کو سیکھنے اور سکھانے کی بات کریں تو صاف طور پر کہہ سکتے ہیں کہ قدیم زمانے میں لوگ غیر زبانوں کے سیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے کے وہ اپنی زبان کے علاوہ غیر زبان والے کو وحشی خیال کرتے تھے اور غیر کی زبان سیکھنا خود کے لئے عار اور موجب ذلت سمجھتے تھے۔ یہ وجہ ہے کہ یونانی غیر اقوام کو ایک لوسائی یعنی بے زبان اور عرب دوسروں کو عجم یعنی گونگے اور پول، اپنے پڑوسی ایل جرمن کو نیمیا یعنی گونگے اور بہرے اور ہندو اپنے سوا دوسروں کو ملیکھ

(ملیچھ) کہتے تھے۔اس کے برعکس اگر جدید زمانے کی بات کی جائے تو سکندر کی فتوحات نے زبان کو سیکھنے اور سکھانے پر مجبور کیا۔یعنی ایران اور ہندوستان کی فتوحات نے تمام دنیا والوں پر یہ ثابت کر دیا کہ دوسری قومیں بھی زبان رکھتی ہیں اوران کو جاننا، بولنا، سمجھنا،لکھنا، پڑھنا بھی ضروری ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ اہل ایران والے ہندوستان میں فارسی زبان بولتے ہوئے آئے اوراہل ہندوستان والوں کو بھی فارسی زبان سکھانے میں معاون رہے۔اہل لسان عربی والوں نے جس طرح اپنی زبان کی گرائمر تیار کی بعد میں یعنی آج تک عربی گرائمر،صرف ونحواورعربی اصطلاحات فارسی،ترکی اور اردوزبان میں برابر جاری ہیں۔

1.2 سبق کا ہدف

اس اکائی میں فارسی کے قواعد کا ذکر کیا جائے گا چونکہ کسی بھی اجنبی زبان کو سیکھنے اور بولنے کے لئے اس زبان کے قواعد کا جاننا لازمی ہوتا ہے۔قواعد کا اگر صحیح ادراک ہواور برمحل استعمال میں لانے کا علم ہوتو نئی زبان کو بولنے اور لکھنے میں کوئی دشواری نہیں آتی۔فارسی زبان کے سیکھنے والے نوآموز طلباء کے لئے اس اکائی کا مطالعہ کافی مددگار رہوگا۔

1.3 قواعد فارسی: اسم اشارہ،مضاف،مضاف الیہ،صفت،موصوف واحد وجمع

اسم اشارہ:۔اسم اشارہ'اسم معرفہ' کی چار قسموں'اسم علم،اسم ضمیر،اسم اشارہ،اسم موصول' میں سے ایک ہے۔ اسم اشارہ وہ اسم ہے جس میں کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے جیسے: یہ اسکول، وہ آدمی، وہ کتا وغیرہ (ان میں 'یہ'اور'وہ' اشارہ ہیں)۔جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشارُالیہ کہتے ہیں۔

مضاف اور مضاف الیہ:۔جن جملوں کو حروف اضافت (کا۔کی۔کے) کے ذریعہ جوڑتے ہیں وہ جملے مرکب اضافی کہلاتے ہیں۔ان میں ایک 'مضاف دوسرا' مضاف الیہ' ہوتا ہے۔جس اسم کواس میں نسبت دی جاتی ہے اسے مضاف اور جس کی طرف نسبت دی جاتی ہے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں۔مثلاً۔علی کا گھوڑا،نمرود کی آگ،کشمیر کے بہادر، کشمیر کے سیب، دہلی کا شہر وغیرہ۔ ان میں علی کا 'مضاف الیہ' اور گھوڑا 'مضاف' ،نمرود کی 'مضاف الیہ' اور آگ 'مضاف'،کشمیر کے 'مضاف الیہ'اور سیب 'مضاف'، دہلی کا 'مضاف الیہ'اور دہلی 'مضاف'۔

ان مثالوں میں (کا ۔ کے ۔ کی) حروف اضافت ہیں ۔ فارسی زبان میں 'مضاف' پہلے اور 'مضاف الیہ' بعد میں آتا ہے جب کہ اردو میں اس کے برعکس یعنی 'مضاف' بعد میں اور 'مضاف الیہ' پہلے آتا ہے ۔ اوپر کی دی گئی مثالوں کو فارسی میں بدلتے ہیں جیسے اسپِ علی ، نارِ نمرود ، بہادرانِ کشمیر ، شہرِ دہلی ۔

صفت:۔ صفت ان الفاظ کو کہتے ہیں جس سے کسی اسم کی اچھائی یا برائی یا مقدار وغیرہ ظاہر ہو اور جن چیزوں (اسموں) کے بارے میں اچھائی یا برائی یا مقدار وغیرہ ہو ان کو موصوف کہتے ہیں ۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ کلمہ جس سے کسی اسم کی اچھائی یا برائی ظاہر ہو صفت کہلاتا ہے اور جس اسم کی اچھائی یا برائی یہ کلمہ ظاہر کرتا ہے وہ موصوف کہلاتا ہے ۔ جیسے نیلا آسمان ، کالا سانپ ، ترکی ٹوپی ، کشمیری شال ، گندا کپڑا ، جاہل لوگ ، بیکار آدمی ، وغیرہ ۔ ان میں 'نیلا' ، 'کالا' ، 'ترکی' ، 'کشمیری' ، 'گندا' ، 'جاہل' ، 'بیکار' صفت ہیں اور 'آسمان' ، 'سانپ' ، 'ٹوپی' ، 'شال' ، 'کپڑا' ، 'لوگ' ، 'آدمی' موصوف ہیں ۔ صفت کی اقسام درج ذیل ہیں :

1۔ **صفت ذاتی:**۔ جس صفت سے کسی چیز کی ذاتی حالت یا فضیلت ظاہر ہو اُسے صفت ذاتی کہتے ہیں ۔ مثلاً ۔ شاہدہ ذہین لڑکی ہے ۔ آم ایک میٹھا میوہ ہے ۔ کریم ایک ہمدرد آدمی ہے ۔ انار کھٹا ہے ۔

ان جملوں میں '' ذہین ، میٹھا ، ہمدرد ، کھٹا '' ایسے الفاظ ہیں جو '' شاہدہ ، آم ، کریم اور انار کی اصلی حالت کو ظاہر کرتے ہیں ۔ ایسے الفاظ کو صفت ذاتی کہتے ہیں ۔

2۔ **صفت نسبتی:**۔ وہ صفت ہے جو کسی شخص یا چیز کا لگاؤ دوسرے شخص یا چیز سے کسی طرح ظاہر کرے ۔ نسبت لگاؤ کو کہتے ہیں ۔ مثلاً ۔ کوا چالاک پرندہ ہے ۔ استاد بڑا قابل ہے ۔ چینی جوتے ۔

ان جملوں میں '' چالاک ، قابل ، چینی '' ایسے الفاظ ہیں جو صرف اپنے موصوف یعنی '' کوا ، استاد اور جوتے '' سے لگاؤ ظاہر کرتے ہیں ۔ ایسے الفاظ یا صفت کو صفت نسبتی کہتے ہیں ۔

3۔ **صفت عددی:**۔ صفت عددی اس صفت کو کہتے ہیں جو چیزوں کی تعداد ظاہر کرے ۔ مثلاً تین بستی چار راستے ، دو چلم ، ایک گدھا ، ایک مرغی وغیرہ ۔ صفت عددی کی دو اقسام ہیں ۔

1۔ **عدد معین:**۔ وہ عدد ہے جس سے چیز کی صحیح تعداد معین ہو ۔

2۔ **عددغیرمعین:۔** وہ صفت ہے جس سے چیز کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو۔

4۔ **صفت مقداری:۔** صفت مقداری وہ صفت ہے جو کسی چیز کی مقدار ظاہر کرے جس کی تعداد معلوم نہ ہو سکے۔

واحدوجمع:۔ واحد اور جمع اصل میں اسم کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ واحد وہ اسم ہے جس سے صرف ایک چیز مراد ہو۔ مثلاً عورت، لڑکی، لڑکا، رُوٹی، دکان، گاڑی وغیرہ۔

2۔ جمع وہ اسم ہے جس سے ایک سے زیادہ چیزیں مراد ہوں۔ مثلاً عورتیں، لڑکیاں، روٹیاں، دکانیں، گاڑیاں وغیرہ۔

فارسی زبان میں واحد سے جمع بنانے کے دو قاعدے ہیں۔

1۔ اگر اسم جان دار ہے تو اس کے آخر میں ''ان'' بڑھا دیتے ہیں مثلاً: دوست سے دوستاں، دشمن سے دشمناں، طفل سے طفلاں، مرد سے مرداں، سگ سے سگاں، جواں سے جواناں۔

اگر جاندار اسم کے آخر میں الف یا واؤ ہو تو جمع کے لئے ''یاں'' زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے: گدا سے گدایاں، دانا سے دانایاں، گلرو سے گلرویاں۔

اگر جاندار اسم کے آخر میں ہائے مخفی ''ہ'' ہو تو اسے گ سے بدل کر پھر ''ان'' بڑھاتے ہیں۔ جیسے: بندہ سے بندگان، بچہ سے بچگان، دیوانہ سے دیوانگان، آزاد سے آزادگان، رفتہ سے رفتگان، ستم زدہ سے ستم زدگان۔

2۔ اگر اسم بے جان ہے تو جمع میں ''ہا'' بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً: صدہا، بارہا، کروڑہا، قلم سے قلم ہا، سال سے سال ہا، شب سے سب ہا، بازار سے بازارہا۔

اگر بے جان اسم کے آخر میں ہائے مخفی ہو تو اُسے گرا دیتے ہیں۔ جیسے: نامہ سے نامہا، خامہ سے خامہا، کبھی کبھی ہائے مخفی کو نہیں گراتے۔ جیسے: بچہ سے بچہ ہا، افسانہ سے افسانہ ہا، دریچہ سے دریچہ ہا۔

بعض اوقات واحد کے بعد ''جات'' کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے: نقشہ سے نقشہ جات، قلعہ سے قلعہ جات، فیصلہ سے فیصلہ جات۔

1.4 مشق

درج ذیل جملوں کوغور سے پڑھیےاوراسم اشارہ الفاظ کی نشاندہی کیجئے۔

☆ جولڑکا ابھی آیا تھا، وہ میرا بھائی ہے۔ ----------------------------------

☆ یہ وہ کرسی ہے جس کو میں نے بازار سے لایا۔ ------------------------------

☆ جہاں بھی میں جاتا ہوں وہاں میرا استقبال ہوتا ہے۔ ------------------------

☆ جنھیں میں چاہتا تھا وہ سب آگئے ہیں۔ ----------------------------------

☆ کوئی بھی میرے گھر آئے میں اس کی خوشامد کروں گا۔ -----------------------

درج ذیل جملوں کوغور سے پڑھیےاور مضاف اور مضاف الیہ الفاظ کی پہچان کیجئے۔

☆ یہ کتاب حیدر کی ہے۔ --

☆ یہ کھانا ایاز احمد کا ہے۔ --

☆ وہ شہر انگریزوں کا ہے۔ --

☆ وہ آپ کے دوست ہیں۔ --

☆ وہ آپ کے کپڑے ہیں۔ --

درج ذیل الفاظ کو صفاتی جملوں کی ساخت دیں۔

☆ کتاب --

☆ میز --

☆ دال --

☆ قلم --

☆ اسکول --

☆ گھڑی --

درج ذیل الفاظ کی واحد اور جمع بنا کر جملوں میں بدلیں۔

☆ اندھا ---

☆ کرسیاں ---

☆ احسان ---

☆ اسلوب ---

☆ تصاویر ---

☆ خاتون ---

☆ کتب ---

☆ یوم ---

1.5 نمونہ برائے امتحانی سوالات

سوال نمبر 1:۔ اسم معرفہ کی کتنی اقسام ہیں؟ اسم اشارہ کی تعریف اور مثال پیش کیجئے۔

سوال نمبر 2:۔ واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنانے کے کیا قاعدے ہیں۔؟

سوال نمبر 3:۔ مضاف کسے کہتے ہیں؟ اس کے بنانے کے کیا قاعدے ہیں؟

سوال نمبر 4:۔ صفت سے کیا مرُاد ہے؟ مثالوں سے وضاحت کیجئے۔

1.6 امدادی کتب

1۔ ہدایت الترجمہ فارسی، معہ مکمل آسان گرائیمر، از ایس۔ ایل۔ گومر۔

2۔ دستور زبان فارسی، از دکتر حسین الزماں، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئ دہلی۔

اکائی نمبر2: قواعد فارسی

ساخت

2.1 تمہید

2.2 سبق کا ہدف

2.3 قواعد فارسی، ضمائر، ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی استمراری تمنائی، احتمالی، مضارع

2.4 مشق

2.5 نمونہ برائے امتحانی سوالات

2.6 امدادی کتب

2.1 تمہید

دنیا میں متعدد زبانیں بولی جاتی ہیں اور ہر زبان کے اپنے اپنے قواعد اور اصول وضوابط ہوتے ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو کے قواعد تقریباً ایک جیسے ہی ہیں۔ فارسی زبان وادب کا ہندوستان میں نہایت اہم کردار رہا ہے۔ عرصہ دراز تک فارسی ہندوستان کے حکمران طبقہ اور امراء وخواص کی زبان رہی اور عوام کے لیے بھی اس نے اپنے دروازے کھولے اور یہاں کی فارسی زبان بن کر ہر خاص وعام کے لئے اپنے دامن کشادہ کئے اور اس حد تک عروج حاصل کیا کہ ایران وتوران کے شعراء ادباء اہل فکر ودانش یہاں آئے اور انھوں نے اس زبان کو اپنی تخلیقات سے مالا مال کیا جو ہر طرح کے علوم وفنون پر حاوی ہیں۔ زبان فارسی کو دیکھا جائے تو اس کی صرف ونحو بہت صاف اور سیدھی اور مختصر ہے اور اس میں مطلق وہ پیچیدگیاں نہیں جو قدیم زبانوں میں ہیں۔

2.2 سبق کا ہدف

جیسا کہ پہلی اکائی میں فارسی قواعد کا کچھ حصہ پیش کیا گیا اور کچھ اس اکائی میں شامل ہے۔طلباء کی ذہنی قابلیت کو مدنظر رکھ کر قواعد کے ان موضوعات پر بات کی جائے گی اور نئے سیکھنے والے طلباء کو صرف اتنی ہی باتیں سمجھائی جائیں جتنی ان کے لئے کافی ہوں۔

2.3 قواعد فارسی، ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی استمراری، ماضی احتمالی، مضارع

ماضی مطلق:۔ یہ وہ فعل ہے جس میں گزرا ہوا زمانہ پایا جائے لیکن زمانے کا دور یا نزدیک ہونا ظاہر نہ ہو۔ جیسے:

☆ ابو بازار گیا۔ ☆احمد نے خط لکھا۔ ☆اسکول بند ہوا۔ ☆بلی نے دودھ پیا

ان جملوں میں (گئے، لکھا، ہوا، پیا) ایسے فعل ہیں جو گزرے ہوئے زمانے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں لیکن زمانے کے دور یا نزدیک کا واسطہ ظاہر نہیں ہوتا۔

مثلاً فارسی جملے: دوید (وہ دوڑا)، دویدند (وہ دوڑے)، دویدی (تو دوڑا)، دویدید (تم دوڑے) دویدم (میں دوڑا)، دویدیم (ہم دوڑے)۔

مثال: میں نے چائے کی پیالی پی اور اٹھ کھڑا ہوا (یک فنجانِ چائے خوردم و پا شدم)

ماضی قریب:۔ ماضی قریب وہ فعل جس میں نزدیک کا گزرا ہوا زمانہ ظاہر ہو۔ جیسے: وہ آیا ہے (آمدہ است)، وہ آئے ہیں (آمدہ اند)، تو آیا ہے (آمدہ ای)، تم آئے ہو (آمدہ اید)، میں آیا ہوں (آمدہ ام)، ہم آئے ہیں (آمدہ ایم)۔

اس کے علاوہ مثال کے طور پر مجھے اس آواز نے جگا دیا ہے۔ اس نے میرا راستہ بند کر دیا ہے۔ ہم نے روٹی کھائی ہے۔ درزی کوٹ نہیں لایا ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو خط لکھ دیا ہے۔ تم کہا سے آئے ہو؟۔

اوپر کے جملوں میں (دیا ہے، کھائی ہے، لایا ہے، آئے ہو) ایسے فعل ہیں جن کو گزرے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری ہے بلکہ ان سے نزدیک کا گزرا ہوا زمانہ ظاہر ہوتا ہے۔

ماضی بعید:۔ ماضی بعید وہ فعل ہے جس میں دور کا گزرا ہوا زمانہ پایا جائے۔ ماضی بعید بنانے کے لئے ماضی

مطلق کے آخر فتحہ دے کر ہائے مخفی اور لفظ ''بود'' لگایا جاتا ہے۔ مثلاً: زید گیا تھا (زید رفتہ بود)، رام آیا تھا (رام آمدہ بود)۔ باقی صیغوں کے لئے بودند، بودی، بودید، بودم، بودیم لگایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر دیکھئے: رفتہ بود (وہ گیا تھا)، رفتہ بودند (وہ گئے تھے)، رفتہ بودی (تو گیا تھا)، رفتہ بودید (تم گئے تھے)، رفتہ بودم (میں گیا تھا)، رفتہ بودیم (ہم گئے تھے)

ماضی استمراری:۔ ماضی استمراری وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا جاری رہنا یا ہمیشگی کے معنی ظاہر ہوں۔ اس کو ماضی ناتمام بھی کہتے ہیں۔ جیسے وسیم اسکول جایا کرتا تھا۔ کسان بیج بوتا تھا۔ لڑکے دریا میں نہاتے تھے۔ استاد پڑھاتے تھے۔ میں ہر روز سیر کو جایا کرتا تھا۔ ہم باغ سے انار لاتے تھے۔ تم شام کو سیر کرتے تھے۔ تم رات کو پڑھا کرتے تھے۔

ماضی استمراری کی گردان: مے خواند (وہ پڑھتا تھا)، مے خواندند (وہ پڑھتے تھے)، مے خواندی (تو پڑھتا تھا)، مے خواندید (تم پڑھتے تھے)، مے خواندم (میں پڑھتا تھا)، مے خواندیم (ہم پڑھتے تھے)۔

ماضی احتمالی:۔ ماضی احتمالی یا شکیہ وہ فعل ہے جس میں فعل کا ہونا گزرے ہوئے زمانے میں شک کے ساتھ ظاہر ہو۔ جیسے تم نے روٹی کھائی ہوگی۔ تم نے یہ بات کہی ہوگی۔ تم نے ہرگز ایسا نہیں کیا ہوگا۔ تم نے آج کپڑے بدلے ہوں گے۔ اس نے تمہیں ضرور پیٹا ہوگا۔ تمہارا بھائی اب تک جوان ہوگیا ہوگا۔ عورتیں جاچکی ہونگی۔ امجد نے دریا پار کر لیا ہوگا۔ آپ نے گلاب کا پھول دیکھا ہوگا۔ اس نے تمہاری شکایت کی ہوگی۔

اوپر کے جملوں میں (کھائی ہوگی، کہی ہوگی، کیا ہوگا، ہوں گے، پیٹا ہوگا، ہوگیا ہوگا، جاچکی ہوں گی، کر لیا ہوگا، دیکھا ہوگا، کی ہوگی) ایسے فعل ہیں جن سے کام کا ہونا شک کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے فعل کو ماضی شکیہ یا احتمالی کہتے ہیں۔

2.4 مشق

ذیل درج جملوں کو ماضی مطلق میں تبدیل کیجیے۔

1۔ محمود کالج کو گیا۔ ------------------------------

2۔ تو نے گھڑی کو چابی دی۔ ------------------------------

3۔ فوٹو گرافر فوٹو لے آیا۔ ------------------------------

4۔ میں نے کسی کو برا نہیں کہا۔ ------------------------------------

5۔ میں کل بہت مصروف تھا۔ ------------------------------------

فارسی میں ترجمہ کیجئے۔

1۔ احمد نے باپ کو سلام کیا۔ ------------------------------------

2۔ اسلم باغ میں گیا۔ ------------------------------------

3۔ لوگوں نے پانی پیا۔ ------------------------------------

4۔ سورج نکل آیا۔ ------------------------------------

5۔ ہم نے شیر دیکھا۔ ------------------------------------

6۔ تم نے گھوڑا خریدا۔ ------------------------------------

درج ذیل ماضی قریب کی فارسی گردان کا اردو میں ترجمہ کیجئے۔

1۔ آمدہ است۔ ------------------------------------

2۔ آمدہ اند۔ ------------------------------------

3۔ آمدہ ای۔ ------------------------------------

4۔ آمدہ اید۔ ------------------------------------

5۔ آمدہ ام۔ ------------------------------------

6۔ آمدہ ایم۔ ------------------------------------

ماضی قریب کے اردو جملوں کو فارسی زبان میں لکھئے۔

1۔ وہ بازار چلا گیا ہے۔ ------------------------------------

2۔ میں نے خط لکھا ہے۔ ------------------------------------

3۔ کی تم نے کھانا کھالیا ہے۔ -------- --------------------------

4۔ مرغ نے بانگ دی ہے۔ -------- --------------------------

5۔ ہم نے پانی گرم کیا ہے۔ -------- --------------------------

درج ذیل ماضی بعید کی فارسی گردان بنائیں۔

1۔ وہ گیا تھا۔ ----------------------------------

2۔ وہ گئے تھے۔ ----------------------------------

3۔ تو گیا تھا۔ ----------------------------------

4۔ تم گئے تھے۔ ----------------------------------

5۔ میں گیا تھا۔ ----------------------------------

6۔ ہم گئے تھے۔ ----------------------------------

درج ذیل ماضی استمراری کے فارسی جملوں کو اردو زبان میں لکھئے۔

1۔ سعید باموہن مے آمد۔ ----------------------------

2۔ خالد باموہن ہے آمد۔ ----------------------------

3۔ رام درس ہے خواند۔ ----------------------------

درج ذیل ماضی استمراری کے اردو جملوں کو فارسی زبان میں لکھئے۔

1۔ ہم باغ سے انار لاتے تھے۔ ----------------------------

2۔ تم شام کو سیر کرتے تھے۔ ----------------------------

3۔ تم رات کو پڑھا کرتے تھے۔ ----------------------------

4۔ وہ کیا کہہ رہا تھا۔ ------------------------

5۔ وہ تولیہ خرید رہا تھا۔ ------------------------

6۔ وہ میرا انتظار کر رہا تھا۔ ------------------------

7۔ وہ ہمیشہ علم پر فخر کرتا تھا۔ ------------------------

8۔ وہ ہمیشہ مذاق کرتے تھے۔ ------------------------

ماضی شکیہ کی فارسی گردان کی اردو لکھئے۔

1۔ رفتہ باشد۔ ------------------------

2۔ رفتہ باشند۔ ------------------------

3۔ رفتہ باشی۔ ------------------------

4۔ رفتہ باشید۔ ------------------------

5۔ رفتہ باشم۔ ------------------------

6 رفتہ باشیم۔ ------------------------

2.5 نمونہ برائے امتحانی سوالات۔

1۔ ماضی مطلق کو بیان کرتے ہوئے ماضی مطلق کی گردان لکھئے۔

2۔ ماضی قریب اور ماضی بعید میں کیا فرق ہے؟ مثال پیش کیجئے۔

3۔ ماضی استمراری اور ماضی شکیہ کے فارسی جملے لکھئے۔

2.6 امدادی کتب

1۔ ہدایت الترجمہ فارسی، معہ مکمل آسان گرائمر، از ایس۔ ایل۔ گومر۔

2۔ دستور زبان فارسی، از ڈاکٹر حسین الزماں، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔

اکائی نمبر 3: قواعد فارسی

ساخت

3.1 تمہید
3.2 سبق کا ہدف
3.3 قواعد فارسی، ضمائر، ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی استمراری تمنائی، احتمالی، مضارع
3.4 مشق
3.5 نمونہ برائے امتحانی سوالات
3.6 امدادی کتب

3.1 تمہید

قواعد ایک ایسا مجموعہ ہے جس سے کسی زبان کا صحیح لکھنا، پڑھنا اور بولنا آجائے۔جس سے انسان بولنے یا لکھنے میں خطا سے محفوظ رہے۔قاعدے کو دستور زبان بھی کہا جاتا ہے۔دنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں اور ہر زبان کے اپنے خاص قواعد مقرر ہیں۔فارسی زبان جس کو دل جوڑنے والی زبان کہا گیا ہے صدیوں سے ہندوستانیوں کے دلوں کی دھڑکن بنی رہی۔جس کی مثال قلی قطب شاہ سے لے کر سردار جعفری کے کلام کے مطالعے سے مل جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ فارسی زبان کو پڑھنے، سمجھنے، لکھنے اور سیکھنے کے لئے فارسی زبان کے قواعد کو سیکھنے، سمجھنے کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔لیکن قواعد ایک ایسا مضموں ہے جس کو اردو طلاب ایک مشکل مضمون سمجھتے ہیں اور اس کی طرف بے رغبتی کا اظہار کرتے ہیں۔

3.2 سبق کا ہدف

ہر سبق میں مختلف مدات رکھے گئے ہیں اوراس سبق میں بھی قواعد فارسی کو شامل کیا گیا ہے۔اس اکائی میں تعریف، مثال اور مشق ایسے عنوانات ہیں جن کے تحت فارسی قواعد کو زیادہ سے زیادہ ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر موضوع کی وضاحت کے اختتام پر اسی موضوع کے متعلق مختلف اور دلچسپ مشقیں رکھی گئی ہیں تا کہ طلبہ موضوع کو زیادہ سے زیادہ بہتر سمجھ سکیں اوران میں خوداعتمادی کا جذبہ پیدا ہو۔

3.3 قواعد فارسی، مضارح، حال، مستقبل، نہی، اسمائے مشتقات، اسمائے عدو، کلمہ، اسم، فعل، مصدر، حاصل مصدر

مضارح:۔ اس کے بنانے کا کوئی کلیہ قاعدہ نہیں ہے۔صرف یہ کہ اس کا آخری حرف ''د'' ہوتا ہے اور اس سے پہلا حرف ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔جیسے: خورد، کند، رود، سوزد، وزد، شد، بیاند، خورند، فرمائید وغیرہ۔

مضارع کی گردان:

رود۔ وہ جائے

روند۔ وہ جائیں

روی۔ تو جائے

روید۔ تم جاؤ

روم۔ میں جاؤں

رویم۔ ہم جائیں

مضارع اصل میں وہ فعل ہے جس میں موجودہ زمانہ اور آنے والا زمانہ دونوں پائے جائیں۔جیسے:

کسان زمین میں بیج بوئے۔ استاد بچے کو مارے۔

باپ بچے کو اپنے ہاتھ لے جائے۔ سوار گھوڑے کو چابک مارے۔

اوپر کے جملوں میں (بوئے، مارے، لے جائے) ایسے فعل ہیں جن کے معنی موجودہ (حال) اور آئندہ

(مستقبل) دونوں زمانوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ایسے فعل کو فعل مضارع کہتے ہیں۔مثال کے طور پر:

اگر آپ مجھے اجازت دیں(اگر اجازت فرمائید) ہم گواہی کیوں دیں؟(شہادت چرا دہیم؟)

حال:۔ فعل حال وہ فعل ہے جو موجودہ زمانہ میں جاری ہو یعنی موجودہ زمانہ میں کسی کام کے کرنے یا ہونے کو فعل حال کہتے ہیں۔مثلاً:

لڑکا دوڑتا ہے۔	گائے چر رہی ہے۔
حامد خط لکھ رہا ہے۔	استاد سبق پڑھاتا ہے۔
خدا ہمیں پیار کرتا ہے۔	ہم کو ہاتھ اور پاؤں دیتا ہے۔
سورج مغرب میں غروب ہوتا ہے۔	کالے بادل اُفق سے اُٹھ رہے ہیں۔
وہ تم سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔	خدا دیکھتا ہے اور بخش دیتا ہے۔

اوپر کے جملوں میں (دوڑتا ہے، چر رہی ہے،لکھ رہا ہے، پڑھاتا ہے، پیار کرتا ہے، دیتا ہے،غروب ہوتا ہے، اُٹھ رہے ہیں،معلوم ہوتا ہے،بخش دیتا ہے)ایسے فعل ہیں جن کے ہونے کا تعلق موجودہ زمانے کے ساتھ ہے۔

فارسی زبان میں حال کے لیے مضارع کے پہلے 'مے' یا 'ہمے' زیادہ کردو۔تو فعل حال بن جائے گا۔مثلاً:

آپ فوٹوگرافی جانتے ہیں۔(شماعکاسی میدانید)

سوہن پانی پی رہا ہے۔(سوہن آب ہمے خورد)

میں رام کو اپنے ساتھ لاتا ہوں۔(رام را ہمراہ خود مے آرم)

شام کو اپنے ساتھ لا رہا ہوں(شام را ہمراہ خود ہمے آرم)

فعل حال کی گردان حسب ذیل ہیں:

مے کند۔	وہ کرتا ہے۔
مے کنند۔	وہ کرتے ہیں۔
مے کنی۔	تو کرتا ہے۔

می کنید۔ تم کرتے ہو۔

می کنم۔ میں کرتا ہوں۔

می کنیم۔ ہم کرتے ہیں۔

فعل مستقبل:۔ فعل مستقبل وہ فعل ہے جس میں کام کا کرنا، ہونا یا سہنا آنے والے زمانے میں مقصود ہو۔ مثلاً:

مجید کل دہلی جائے گا۔

کھیل اتوار کو کھیلا جائے گا۔

ہم پہلگام کی سیر کو جائیں گے۔

میں امتحان میں اول آؤں گا۔

اوپر کے جملوں میں (جائے گا، جائیں گے اور آؤں گا) ایسے فعل ہیں جن کا تعلق آئندہ کے زمانے سے ہے۔ ایسے فعل کو فعل مستقبل کہتے ہیں۔

فارسی زبان میں فعل مستقبل کے لئے ماضی مطلق کے واحد غائب کے پہلے لفظ ''خواہد'' لگایا جاتا ہے۔ باقی صیغوں کے لئے خواہند، خواہی، خواہید، خواہم، خواہیم لگایا جاتا ہے۔ مثلاً:

ہم کل عجائب گھر کی طرف جائیں گے۔ (ما فردا بہ سوئے موزہ خواہیم رفت۔

کیا مضایقہ ہے۔ (چہ عجب دارد)

فعل نہی:۔ فعل نہی وہ فعل ہے جس میں کسی کام کے نہ کرنے کا حکم ہو (یعنی کوئی کام کرنے سے روکا جائے)۔ مثلاً:

کبھی جھوٹ نہ بولو۔ جانوروں کو نہ ستاؤ۔

بُرے لڑکوں سے دور رہو۔ کتاب کو خراب مت کرو۔

شور مت کرو۔

اوپر کے جملوں میں (جھوٹ نہ بولو، نہ ستاؤ، خراب مت کرو، دور رہو، شور مت کرو) ایسے الفاظ ہیں جن سے ایسے کام نہ کرنے کا حکم ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے فعل کو فعل نہی کہتے ہیں۔

اس فعل کے بھی عموماً دو صیغے واحد اور جمع حاضر کے مستعمل ہیں۔ یہ امر سے بنتا ہے۔فعل امر واحد حاضر پر 'م' مفتوح ہی لگا دیتے ہیں۔ مثلاً:

مت لکھ۔ (منویس)

مت پڑھ۔ (مخوان)

'م' کی جگہ 'ن' بھی لگاتے ہیں۔ جیسے:

نہ کر۔ (نہ کن)

نہ کھا۔ (نہ نوش)

مثال کے طور پر درج ذیل جملے پیش ہیں:

نہ جانے دینا۔ (نہ گذار کہ رود)

اسے اندر نہ آنے دینا۔ (نہ گذار کہ سرفرش بیاید)

بہت نہ بول۔ (حرف زیاد مزن)

میلے کپڑے نہ پہن۔ (لباس کثیف مپوش)

مت بھول۔ (فراموش نہ کن)

مت ڈر۔ (مترس)

بے وقت نہ سو۔ (بے گاہ مخسپ)

اسمائے مشتقات:۔ اسم مشتق وہ اسم جو کسی مصدر سے بنا ہو مثلاً: کھانے والا، ہنسوڑ، تھکن، لڑاکا، گرتا پڑتا، جھومتا ہوا وغیرہ۔ اسم مشتق کی اقسام حسب ذیل ہیں:

اسم فاعل

اسم مفعول

اسم معاوضہ

اسم حالیہ

اسم مصدر

اسم فاعل:۔ وہ اسم ہے جو کسی مصدر سے بنا ہو اور اسی مصدر (فعل) کے تعلق سے اس کام کے کرنے والے کو نام دیا جائے یا کام کرنے والا سمجھا جائے۔ جیسے دوڑنے والا، پڑھنے والا، ناچنے والی۔

فارسی میں جیسے ساختن سے سازند، رفتن سے روند، یافتن سے یابندہ وغیرہ۔ اسم فاعل قیاسی بھی ہوتا ہے اور سماعی بھی۔

اسم فاعل قیاسی :۔ اسم فاعل قیاسی بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ فعل امر کے آخری حرف کو مسکور بنا کر علالت ''ندہ'' لگاؤ۔ جیسے بخش سے بخشندہ، نواز سے نوازندہ، جو سے جویندہ، نویس سے نویسندہ وغیرہ۔

جمع کے لئے ''ہ'' کو ''گ'' سے بدل کر ''ان'' بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے: پرندہ سے پرندگان، زندہ سے زندگان، روندہ سے روندگان وغیرہ۔

اسم فاعل سماعی:۔ بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اسم کے بعد گر، گار، مند، ناک، بان، چی، ور، دار وغیرہ لگاتے ہیں۔ مثلاً:

گار لگا کر:	خدمت گار، پرہیز گار، گنہ گار، ستم گار۔
گر لگا کر:	زرگر، ستم گر، صیقل گر، آہنگر، بازی گر۔
مند لگا کر:	دردمند، حاجت مند، دانش مند، خردمند۔
ناک لگا کر:	غم ناک، دردناک، خوف ناک، آتش ناک۔
چی لگا کر:	توپچی، خزانچی، مشعلچی۔
بان لگا کر:	مہربان، دربان، فیلبان، پاسبان، شتربان۔
ور لگا کر:	تاجور، ہنرور، مزدور، ثمرور۔
دار لگا کر:	تاجدار، سپہ دار، قلعہ دار، خبردار۔

اسم اور امر مل کر جیسے میوہ فروش، رازدان، سخن گو، جہاں سوز، حکمران، نامہ نگار، خود پسند وغیرہ۔

اسم مفعول:۔ وہ اسم جس پر فعل یا کام کا اثر واقع ہو۔ اسم فاعل کی طرح یہ بھی مصدر سے بنتا ہے۔ مثلاً جلا

ہوا (جلنا مصدر سے)، ستائی ہوئی، پڑھا ہوا وغیرہ۔

فارسی میں جیسے: فروختہ۔ اندوختہ، شنیدہ، دیدہ، فرستادہ وغیرہ۔

اسم مفعول قیاسی یا منفرد بھی ہوتا ہے جو مصدر سے بنتا ہے اور اسم مفعول سماعی یا ترکیبی بھی ہوتا ہے جو دو لفظوں سے ترکیب پاتا ہے۔

اسم معاوضہ:۔ کسی خدمت یا محنت مزدوری کے معاوضے کو جس لفظ سے ادا کیا جاتا ہے اسے ''اسم معاوضہ'' کہتے ہیں جیسے پکوائی، رنگائی، دھلائی، سلائی وغیرہ۔

اسم حالیہ:۔ وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول کی کیفیت کو بتاتا ہے یاد رکھئے کہ یہ بھی مصدر سے ہی بنتا ہے مثلاً ناہید ہنستی ہوئی آئی، احمد گرتا پڑتا بھاگا، مسکراتا ہوا بچہ وغیرہ۔ ان جملوں میں ''ہنستی ہوئی''، ''گرتا پڑتا''، ''مسکراتا ہوا'' اسم حالیہ ہیں۔

حاصل مصدر:۔ اسم مشتق کی مندرجہ ذیل چاروں اقسام جس طرح مصدر سے بنتی ہیں اسی طرح حاصل مصدر بھی مصدر سے ہی بنتا ہے جو مصدر کے کام کی کیفیت یا اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسے:

مصدر	حاصل مصدر
تھکنا	تھکن
جیتنا	جیت
ملانا	ملاوٹ
ہنسنا	ہنسی
لڑنا	لڑائی
گھبرانا	گھبراہٹ
چمکنا	چمک
سجانا	سجاوٹ

بکنا	بکواس
ٹھگنا	ٹھگی
ٹوٹنا	ٹوٹ
چلنا	چال
پوجنا	پوجا
دوڑنا	دوڑ
ملنا	ملن
بچنا	بچاؤ

کلمہ:۔ جو بات ہمارے منہ سے نکلتی ہے اسے کلمہ (لفظ) کہتے ہیں۔ پورا کلمہ الفاظ کی مدد سے اور الفاظ حروف کی مدد سے بنتے ہیں ان مفرد اور مرکب حروف کو ''حروف تہجی'' بھی کہا جاتا ہے جب کئی حروف ایک ساتھ مل جاتے ہیں تو وہ ''لفظ'' بن جاتے ہیں مثلاً ع۔ق۔ل مل کر ''عقل'' بن گیا۔ یہ لفظ ہے۔اسی طرح کئی الفاظ مل کر ''جملہ'' بناتے ہیں مثلاً تم عقل سے کام لو۔

کلمہ یا لفظ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ایک موزوں اور دوسری مہمل

موزوں:۔ وہ الفاظ جو با معنی ہوں۔ جیسے سڑک، پھول، روٹی وغیرہ۔

مہمل:۔ وہ الفاظ جس کے کوئی معنی مطلب نہ نکلتے ہوں۔ جیسے سڑک وڑک، پھول سول، روٹی اوٹی وغیرہ۔

کلمہ کی اقسام:

اسم

حرف

فعل

اسم:۔ وہ کلمہ یا لفظ جس سے کسی شخص، چیز یا جگہ کا نام معلوم ہو۔ جیسے شاہد، قلم، تاج محل، دہلی، آم وغیرہ۔

حرف:۔ وہ الفاظ جو دو اسموں یا دو جملوں کو آپس میں جوڑنے کا کام کرتے ہیں۔تنہا بولنے یا لکھنے میں اس کے کوئی معنی نہیں نکلتے مثلاً تک، پر، سے، کو، نیچے، اوپر وغیرہ۔کتاب میز پر ہے۔شام تک آ جانا۔احمد کو بلاؤ۔

فعل:۔ وہ کلمہ جس سے کسی کام کا ہونا یا کرنا ظاہر ہو مثلاً نوید دوڑتا ہے۔ہم کھیل رہے ہیں۔لڑکے آئے۔

اسم مصدر:۔اسم مصدر وہ اسم ہے جو خود تو کسی اسم سے نہ بنے لیکن اس سے دوسرے کلمے بنائے جا سکیں۔جیسے:

ہر روز سیر کو جانا چاہیے۔

کھانا وقت پر کھانا چاہیے۔

درخت پر چڑھنا خطرہ مول لینا ہے۔

بیمار کے لئے مرنا ہی بہتر ہے۔

اوپر کے جملوں میں (جانا، کھانا، چڑھنا، مرنا) وغیرہ ایسے کلمے ہیں جو خود تو کسی کلمہ سے نہیں بنے ہیں لیکن ان سے دوسرے کلمے بنائے جا سکتے ہیں۔

حاصل مصدر:۔ وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلا ہو اور اس میں مصدر کے معنی پائے جائیں۔اس کا دوسرا نام اسم کیفیت بھی ہے۔

3.4 مشق

فعل مضارع کی درج ذیل خالی جگہوں کو مناسب طور پُر کیجیے۔

گائے والا سڑک پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس کو نیند۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بچے اپنے استاد سے فریاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مرنے والا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور جینے والا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بکرے کی ماں کب تک خیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فعل حال کی درج ذیل خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

موہن نان ------------------------------------

شیا مادر بازارمے---------------------------------

محمود خادم رامے---------------------------------

فعل مستقبل کی خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

خواہد--

اوفردا خواہد-------------------------------------

شما کے خواہید رفت--------------------------------

مندرجہ ذیل گرامر کو رو سے کیا ہیں؟

سازند۔ -----------------------------------

ستم گر۔ -----------------------------------

خردمند۔ ---------------------------------------

تاجور۔ --

دیدہ محروم۔ -------------------------------------

قاتل۔ ---

روش۔ ---

رسائی۔ --

تابہ۔ ---

مندرجہ ذیل کی حاصل مصدر بنائیے۔

آمیز۔ ----------------------------------

پوش۔ ----------------------------------

دان۔ ----------------------------------

کوش۔ ----------------------------------

3.5 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ اسمائے مشتق کون کون سے ہیں؟ ان کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔

2۔ کلمہ کس کو کہتے ہیں؟ کلمہ اور جملہ میں کیا فرق ہے؟

3۔ اسم فاعل سماعی کے بنانے کے قاعدے لکھو۔

4۔ اسم مصدر اور حاصل مصدر کس طرح بنائے جاتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کرو۔

3.6 امدادی کتب

1۔ ہدایت الترجمہ فارسی، معہ مکمل آسان گرائیمر، از ایس۔ ایل۔ گومر۔

2۔ دستور زبان فارسی، از ڈکٹر حسین الزماں، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔

اکائی نمبر 4 : اردو سے فارسی میں ترجمہ

ساخت

4.1 تمہید
4.2 سبق کا ہدف
4.3 اردو سے فارسی میں ترجمہ
4.4 مشق
4.5 نمونہ برائے امتحانی سوالات
4.6 امدادی کتب

4.1 تمہید

ترجمہ کیا ہے؟ یا اس کے تعریف کن الفاظ میں کی جاسکتی ہے؟ یقیناً یہ ایک اہم سنجیدہ اور دل چسپ سوال ہے اور اس کی حیثیت بھی بنیادی نوعیت کی قرار دی جاسکتی ہے، لیکن بانظر غائر دیکھا اور پرکھا جائے تو یہ کوئی ایسا سادہ اور ہلکا سوال نہیں ہے کہ اس کا جواب چند فقروں میں دے کر کسی کو مطمئن کر دیا جائے۔ یاد رہے کہ یہ فن کسی بھی دوسرے تخلیقی کام سے زیادہ مشکل اور پیچیدہ ہے کیوں کہ ایک خیال کو تخلیق کا جامہ پہنانے والا شاید اتنا زیادہ نہیں سوچتا، جتنا کہ کسی ایک زبان سے دوسری زبان میں اس تخلیق کو منتقل کرنے والا سوچتا ہے۔ تخلیق تو ایک طرح سے جبری اور فطری تقاضے کا نتیجہ ہوتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ ایسا جان جوکھوں والا کام ہے تو پھر اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہی کیا ہے، دراصل یہ کام انسان کی تہذیبی، سماجی، ثقافتی، لسانی، فکری حتیٰ کہ مذہبی ترقی وضرورت ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی انسان کسی دوسرے کو اپنا مدعا اپنے دل کا حال اور مافی الضمیر بیان نہیں کر پائے گا تو وہ کیسے اگلا قدم اٹھانے میں کامیاب ہوگا؟ یقیناً شروع میں ایک دوسرے کی زبان سے ناآشنا لوگ، اشاروں کی زبان میں ایک دوسرے سے ہم کلام ہوتے ہوں گے اور اس دوران ممکن ہے کچھ مخصوص اقسام کی آوازیں بھی وضع کر لی ہوں گی، جن کی مدد سے وہ سماجی رشتے قائم کرنے میں کامیاب رہے ہوں گے۔ لیکن کیا وہ پوری طرح سے اپنے مطالب اور مفاہیم کا سلسلہ قائم کر پائے ہوں گے؟ یقیناً ایسا نہیں ہوا ہوگا۔ چوں کہ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ ادھوری بات سے کبھی بھی مطمئن نہیں ہوتا، اس لئے اس نے پوری بات سننے اور پہنچانے کے لئے اس زبان کو سمجھنے کا فیصلہ کیا ہوگا اور جب زبان سیکھ لی ہوگی تو پھر یہ بھی سوچا ہوگا کہ دوسرے لوگوں کو بھی اس کے اسرار و رموز سے آگاہ کیا جانا چاہیۓ، تاکہ ان کو ایسی دشواری اور الجھن پیش نہ آئے، جیسے کہ کبھی انہیں پیش آئی تھی۔ بس اسی سوچ نے پھر ترجمہ نگاری کی روایت ڈالی۔

4.2 سبق کا ہدف

اس اکائی میں فارسی سے اردو اور اردو سے فارسی زبان میں آسان ترجمے کے اقتباس شامل ہیں۔ اقتباس کے علاوہ فارسی زبان کے عام بول چال کے جملے میں شامل ہیں اور ساتھ ہی ساتھ فارسی عدد بھی شامل ہیں۔ اس سبق میں طلبہ کے ذہنی معیار کو ذہین میں رکھتے ہوئے سبق کو تیار کیا گیا ہے۔

4.3 اردو سے فارسی میں ترجمہ

(1)

اردو اقتباس

ایک شخص نے ایک فقیر کی پگڑی لی اور بھاگ گیا۔ فقیر قبرستان میں جا کر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس سے کہا وہ تیری پگڑی باغ کی طرف لے گیا ہے۔ یہاں کیوں بیٹھا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اس نے کہا وہ بھی آخر یہاں آئے گا۔ اس لئے میں یہاں بیٹھا ہوں۔

ترجمہ

شخصے دستار درویشے گرفت وگریخت ۔ درویش بگورستان رفت ونشست ۔ مردماں اورا گفتند کہ او دستار ترا بطرف باغ بردہ است ۔ ایں جا چرا نستہ و چہ مے کنی ۔ گفت او نیز آخر ایں جا خواہد آمد ۔ از یں سبب ایں جا نشستہ ام ۔

(2)

اردو اقتباس

کچھ لوگ بارش کی دُعا کرنے کے لئے باہر گئے اور مدرسے کے سب لڑکوں کو ساتھ لے گئے ۔ ایک ظریف نے پوچھا کہ ان لڑکوں کو کہاں لے جا رہے ہو ۔ انہوں نے کہا کہ دعا کے لئے ۔ کیونکہ لڑکوں کی دعا قبول ہوتی ہے ۔ مسخرے نے کہا اگر لڑکوں کی دعا قبول ہوتی تو دنیا میں ایک اُستاد زندہ نہ ہوتا ۔

ترجمہ

جمعے بدعائے باراں بیرون رفتند و ہمہ اطفال مکتب را با خود بروند ۔ ظریفے پرسید کہ ایں طفلان را کجا مے برید ۔ گفتند تا دعا کنند، زیرا کہ دعائے طفلان ستجاب است ۔ ظریف گفت اگر دعائے طفلان مستجاب بودے یک معلم در ہمہ عالم زندہ نہ بودے ۔

(3)

اردو اقتباس

ایک شخص خط لکھ رہا تھا ۔ ایک غیر آدمی پاس بیٹھا ہوا خط کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ اس شخص نے خط میں لکھا کی ایک غیر اور بے وقوف آدمی میرے پاس بیٹھا ہے اور خط کو پڑھ رہا ہے ۔ اس لئے میں کوئی راز نہیں لکھتا ۔ اس آدمی نے کہا تو مجھے بیوقوف سمجھتا ہے ۔ اپنا راز کیوں نہیں لکھتا ۔ میں نے تمہارا خط نہیں پڑھا ہے ۔ کاتب نے کہا ۔ اگر تو نے میرا خط نہیں پڑھا تو تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں نے ایسا لکھا ہے ۔

ترجمہ

شخصے خط مے نوشت ۔ مردے بے گانہ نزد او نشستہ بطرف خط مے دید۔ آں شخص در خط نوشت مردے بے گانہ واحمق نزدمن نشستہ است وخط رامے خواند۔ ازیں سبب ہیچ راز نہ مے نویسم ۔ آں مرد گفت ۔ مرا احمق مے پنداری چرا راز نمے نویسی۔ خط تو نہ خواندہ ام۔ کاتب گفت ۔ اگر خطِ من نہ خواندی چگونہ معلوم کردی کہ چنیں نوشتہ ام۔

(4)

اردو اقتباس

ایک بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سب دانت گر گئے ہیں ۔ ایک نجومی سے اس کی تعبیر پوچھی۔ اس نے کہا بادشاہ کی اولاد اور رشتہ دار سب بادشاہ کے سامنے مر جائیں گے۔ بادشاہ کو غصہ آیا اور نجومی کو قید کر دیا۔ پھر دوسرے نجومی کو بلایا اور خواب کی تعبیر پوچھی۔ اس نے عرض کی کہ بادشاہ اپنی سب اولاد اور رشتہ داروں سے زیادہ جئے گا۔ بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور اسے انعام دیا۔

ترجمہ

بادشاہے درخواب دید کہ ہمہ دندا نہایش افتادہ ۔ از منجمے تعبیر آں پرسید۔ گفت کہ عزیز و اقارب بادشاہ رو بروئے بادشاہ خواہند مرد۔ بادشاہ درخشم شدہ منجم را قید کرد۔ منجم دیگر راطلبیدہ تعبیر آں خواب پرسید۔ عرض کرد کہ بادشاہ از ہمہ اولاد واقارب زیادہ تر خواہند زیست ۔ بادشاہ ایں نکتہ را پسندیدہ۔ دیرا انعام داد۔

(5)

اردو اقتباس

ایک دن ایک ظالم بادشاہ اکیلا شہر سے باہر گیا۔ ایک شخص کو درخت کے نیچے بیٹھا دیکھا۔ اس سے پوچھا کہ اس ملک کا بادشاہ کیسا ہے۔ ظالم یا انصاف پسند۔ اس نے کہا بہت ظالم ہے۔ بادشاہ نے کہا کیا تو مجھے جانتا ہے۔ اس نے کہا

نہیں۔ بادشاہ نے کہا میں ہوں اس ملک کا بادشاہ۔ وہ شخص ڈر گیا اور پوچھا تو مجھے جانتا ہے؟ بادشاہ نے کہا نہیں۔ کہا میں فلاں سوداگر کا بیٹا ہوں۔ ہر مہینے میں تین دن پاگل ہو جاتا ہوں۔ آج تین دنوں میں سے ایک روز ہے۔ بادشاہ ہنس دیا اور اُسے کچھ نہ کہا۔

ترجمہ

روزے بادشاہِ ظالم تنہا از شہر بیرون رفت۔ شخصے را زیرِ درخت نشستہ دید۔ از او پرسید کہ بادشاہِ ایں ملک چگونہ است۔ ظالم یا عادل؟ گفت بسیار ظالم است۔ بادشاہ گفت۔ مرا مے شناسی؟ گفت نہ۔ بادشاہ گفت۔ منم سلطان ایں ملک آں مرد ترسیدہ گفت آیا مرا میدانی؟ بادشاہ گفت نہ او گفت پسر فلاں سوداگرم۔ ہر ماہ سہ روزے دیوانہ مے شوم۔ امروز یکے از آں سہ روز است۔ بادشاہ بخندید۔ داد را ہیچ نہ گفت۔

(6)

اردو اقتباس

ایک عورت تھی رونی صورت اور نہایت بدشکل۔ اس کی منگنی ایک اندھے سے کی گئی اور نکاح ہو گیا۔ ایک دن عورت نے اپنے خاوند سے کہا۔ افسوس کہ یہ میری سورج جیسی شکل اور گلاب جیسے گال تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ میرا حسن بے مثال اور میری پیشانی چمکتا ہوا چاند ہے۔ عرض اس کو اندھا جان کر اپنے حسن کی شیخی بگھار رہی تھی۔ اندھے نے جواب دیا کہ اس قدر فضول بکواس نہ کر۔ اگر تو خوب صورت ہوتی تو ایک اندھے کے پلے نہ پڑتی۔

ترجمہ

زنے بود کریہہ منظر و نہایت زشت روئے۔ او را بکورے عقد بستہ و بنکاحش در آوردند (او را بکورے دادند) روزے آں زن بہ شوہر خود گفت۔ دریغ کہ ایں صورت چوں آفتاب درخسارہ ام چوں گلاب از چشم تو پوشیدہ است۔ جمالے دارم بے نظیر و پیشانی چوں بدر میز الغرض او را نابینا دانستہ لافِ حسن خود میزد۔ مرد ضریر جوابش داد کہ ایں قدر گزاف و لاف مزن۔ اگر جمالے داشتی در دست من نابینائے افتادی۔

(7)

اردو اقتباس

ایک بھوکا شخص جا رہا تھا۔ اُس نے ایک عربی کو دیکھا کہ ایک حوض کے کنارے کھانا کھا رہا ہے۔ اس کے نزدیک گیا اور کہا میں تمہارے گھر کی طرف سے آ رہا ہوں عربی نے پوچھا میری عورت، بچے، اُونٹ سب خیریت سے ہیں۔ اُس نے کہا۔ ''ہاں۔ عربی کو تسلی ہوگئی اور پھر اس شخص کی طرف نگاہ نہ کی۔ پھر اس شخص نے یوں کہا۔ اے اعرابی یہ کتا جو تیرے پاس بیٹھا ہے۔ اگر تیرا کتا زندہ رہتا۔ وہ بھی اسی طرح ہوتا۔ عربی نے سر اٹھایا اور کہا میرا کتا کیوں کر مرا؟ اُس نے کہا تیرے اونٹ کا گوشت بہت کھا لیا۔ اُس نے کہا۔ میرا اُنٹ کیوں کر مرا؟ اُس نے کہا تیری عورت مرگئی اور اس کو کسی نے دانہ پانی نہ دیا۔ اس نے پوچھا عورت کیوں کر مری؟ اُس نے کہا تیرے بیٹے کے غم میں بہت روئی اور اپنے سینے اور سر پر پتھر مارا۔ اس نے پوچھا لڑکا کیوں کر مرا؟ اس نے کہا اس پر گھر گر پڑا۔ جب اس عربی نے اپنے گھر کی بربادی روانہ ہوگیا۔ اس شخص نے اس طریقے سے روٹی حاصل کی۔

ترجمہ

شخصے گرسنہ میرفت اعرابی را دید کہ بر کنار حوضے طعام مے خورد۔ نزد او رفتہ گفت از طرف خانہ ات مے آیم۔ اعرابی پرسید مگر زن وفرزند و شترمن ہمہ بخیریت اند؟ گفت بلے۔ اعرابی را خاطر جمع شد و باز بر آں شخص نظر نہ کرد۔ پس آں شخص آغاز کرد کہ اے اعرابی ایں سگ کہ الآن بحضور تو نشستہ است اگر سگِ تو زندہ مے باشید مانند چنیں مے شد۔ اعرابی سر برداشت و گفت۔ سگ من چگونہ مرد؟ گفت گوشت شتر تو بسیار خورد۔ پرسید۔ شتر چگونہ مرد؟ گفت چوں زن تو مرد کسے اورا کا وہ و دانہ و آب نہ داد۔ پرسید زن چگونہ مرد؟ گفت در غم پسر تو بسیار گریست و سنگ بر سر و سینہ زد۔ پرسید۔ پسر چگونہ مرد؟ گفت خانہ بر وافتادہ۔ اعرابی چوں احوال خانہ خرابی خود شنید خاک بر سر انداخت و طعام راہماں جا گزاشت و طرف خانہ خود روانہ شد۔ آں شخص بدیں طعام یافت۔

(8)

اردو اقتباس

ایک شخص آدھی رات کے وقت چلایا۔ چور۔ چور۔ اے پڑوسیو۔ جلدی آؤ تا کہ بھاگ نہ جائے۔ اگر دیر سے آؤ گے تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔ پڑوسی نیند سے بیدار ہو گئے اور نزدیک و دور سے ہاتھوں میں شمعیں لئے ہوئے اس کے گرد جمع ہو گئے۔ ہر شخص تلاش میں ایک طرف دوڑا مگر کسی نے اس گھر میں چور کہ نہ دیکھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تو نے چور کو دیکھا۔ اس نے کہا نہیں۔ اس کی آواز سنی؟ اس نے کہا۔ ''نہیں'' پھر انہوں نے کہا۔ کیا تو نے خواب دیکھا؟ چور کے آنے کا مطلب کہاں سے سمجھا۔ اس نے کہا۔ میں نے لوگوں سے کی دفعہ سنا ہے کہ جب چور گھر میں آتا ہے تو دھوکے سے اُون کی جوتی پہن لیتا ہے۔ تا کہ اس کے پاؤں کی آواز نہ آئے۔ میں نے جب دیکھا کہ پاؤں کی کوئی آہٹ نہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ گھر میں چور آیا ہے۔ اگر اُس نے اُون کی جوتی نہیں پہنی ہوئی ہے تو میرے کان آواز کو کیوں نہیں سنتے۔

ترجمہ

نیم شبے شخصے فریاد برآورد کہ ہائے دزد ہائے دزد۔ اے ہمایگان! زود بیائید تا اونگریزد۔ اگر دیر بیائید خون من بریزد۔ ہمایگان از خواب بیدار شدند واز نزدیک و دور شمع در دست گرفتہ نزدِ او جمع شدند۔ ہر کس در جستجو بہ طرفے دویدو لے ہیچ یکے دزد را در آن جا ندید۔ از و پرسیدند دزد را دیدی؟ گفت خیر۔ گفتند صدائے او را شنیدی؟ گفت خیر۔ باز گفتند خوابے دیدہ۔ آخر آمدن دزد را از کجا فہمیدی؟ گفت از مردماں بارہا شنیدہ ام کہ چوں دزدے در سرائے مے آئید از راہ دغا کفش نمدے مے پوشد تا مبادا کہ آواز پائے او بیاید۔ چوں دیدم کہ ہیچ آوازِ پا نیست دانستم کہ دزد در سرا آمدہ است۔ اگر او کفشِ نمد نہ پوشیدہ است۔ چرا گوش من صدائے او نہ شنیدہ است؟

(9)

اردو اقتباس

دو عورتیں ایک لڑکے کے لئے لڑ رہی تھیں اور ان کے پاس کوئی گواہ نہ تھا۔ دونوں قاضی کے پاس گئیں اور انصاف مانگا۔ قاضی نے جلاد کو بلایا اور حکم دیا کہ لڑکے کو دو ٹکڑے کر دے اور دونوں عورتوں کے دے دے۔ ایک عورت نے جب یہ بات سنی چپ رہی۔ دوسری عورت نے شور اور فریاد شروع کیا کہ خدا کے واسطے میرے بچے کو دو ٹکڑے نہ کرو۔ اگر انصاف یہی ہے تو میں اپنا بچہ نہیں مانگتی۔ قاضی کو یقین ہو گیا کہ بچے کی ماں وہی ہے۔ بچہ اس کے حوالہ کیا اور دوسری عورت کو بید لگا کر نکال دیا۔

ترجمہ

دو زن در بارہ طفلے منازعت می دند و گواہے نداشتند۔ ہر دو پیش قاضی رفتند و انصاف خواستند۔ قاضی جلاد را طلبیدہ فرمود کہ ایں طفل را دو پارہ کن بہ ہر دو زن بدہ یکے ایں را شنیدہ خاموش ماند و زن دیگر شور و فریاد آغاز کرد کہ برائے خدا بچہ ام را دو پارہ مکنید۔ اگر انصاف ہمیں است طفل را نہ مے خواہم قاضی بہ یقین دانست کہ مادر طفل ہمانست۔ طفل بہ او سپرد زن دیگر را تازیانہ زدہ راند۔

(10)

اردو اقتباس

ایک شخص بہت غریب تھا۔ اس کے پاس ایک گھوڑا تھا اس کو اصطبل میں باندھا۔ لیکن جس طرف گھوڑوں کا سر ہوتا ہے ادھر دم کر دی اور منادی کی۔ اے لوگو! عجب تماشہ دیکھو کہ گوڑے کا سر دم کی جگہ ہے۔ شہر کے سب لوگ جمع ہو گئے۔ جو کوئی اصطبل کے اندر تماشا کے لئے جانا چاہتا تھا اس سے تھوڑی رقم لے لیتا اور پھر جانے دیتا۔ جو کوئی اصطبل میں جاتا وہاں سے شرمندہ ہو کر لوٹتا اور کچھ نہ کہتا۔

ترجمہ

شخصے بسیار مفلس بود۔ اسپے داشت۔ آں را در اصطبل بست لیکن طرفیکہ سر اسپان مے باشد دم او کرد و منادی داد کہ اے مردماں تماشائے عجیب بینید کہ سر اسپ بجائے دم است۔ ہمہ مردمان شہر شدند ہر کہ در اصطبل برائے تماشا رفتن مے خواست از داند کے نقد مے گرفت داد را راہ میداد۔ ہر کہ دراں اصطبل مے رفت از آنجا شرمسار باز میگردید ہیچ نہ مے گفت۔

عدد

1	ایک	یک	2	دو	دو	3	تین	سہ
4	چار	چھار	5	پانچ	پنج	6	چھ	شش
7	سات	ہفت	8	آٹھ	ہشت	9	نو	نہ
10	دس	دہ	11	گیارہ	یازدہ	12	بارہ	دوازدہ
13	تیرہ	سیزدہ	14	چودہ	چہاردہ	15	پندرہ	پانزدہ
16	سولہ	شانزدہ	17	سترہ	ہفدہ	18	اٹھارہ	ہجدہ
19	انیس	نوازدہ	20	بیس	بیست	21	اکیس	بیست و یک
22	بائیس	بیست ودو	23	تیئیس	بیست وسہ	24	چوبیس	بیست وچہار
25	پچیس	بیست وپنج	26	چھبیس	بیست وشش	27	ستائیس	بیست وہفت
28	اٹھائیس	بیست وہشت	29	انتیس	بیست ونہ	30	تیس	سی
31	اکتیس	سی و یک	32	بتیس	سی ودو	33	تینتیس	سی وسہ
34	چونتیس	سی وچہار	35	پینتیس	سی وپنج	36	چھتیس	سی وشش
37	سینتیس	سی وہفت	38	اڑتیس	سی وہشت	39	انتالیس	سی ونہ
40	چالیس	چہل	41	اکتالیس	چہل یک	42	بیالیس	چہل ودو

43	تینتالیس	چہل وسہ	44	چوالیس	چہل وچہار	45	پینتالیس	چہل پنج
46	چھیالیس	چہل وشش	47	سینتالیس	چہل وہفت	48	اڑتالیس	چہل وہشت
49	اونچاس	چہل ونہ	50	پچاس	پنجاہ	51	اکیاون	پنجاہ ویک
52	باون	پنجاہ ودو	53	ترپن	پنجاہ وسہ	54	چون	پنجاہ وچہار
55	پچپن	پنجاہ وپنج	56	چھپن	پنجاہ وشش	57	ستاون	پنجاہ وہفت
58	اٹھاون	پنجاہ وہشت	59	انسٹھ	پنجاہ ونہ	60	ساٹھ	شست شصت
61	اکسٹھ	شصت ویک	62	باسٹھ	شصت ودو	63	تریسٹھ	شصت وسہ
64	چوسٹھ	شصت وچہار	65	پیسٹھ	شصت وپنج	66	چھیاسٹھ	شصت وشش
67	سڑسٹھ	شصت وہفت	68	اڑسٹھ	شصت وہشت	69	انتر	شصت ونہ
70	ستر	ہفتاد	71	اکہتر	ہفتاد ویک	72	بہتر	ہفتاد ودو
73	تہتر	ہفتاد وسہ	74	چوہتر	ہفتادہ وچہار	75	پچھتر	ہفتاد وپنج
76	چھیتر	ہفتاد وشش	77	ستتر	ہفتاد وہفت	78	اٹھتر	ہفتاد وہشت
79	اناسی	ہفتاد ونہ	80	اسی	ہشتاد	81	اکاسی	ہشتاد ویک
82	بیاسی	ہشتاد ودو	83	تیراسی	ہشتاد وسہ	84	چوراسی	ہشتاد وچہار
85	پچاسی	ہشتاد وپنج	86	چھیاسی	ہشتاد وشش	87	ستاسی	ہشتاد وہفت
88	اٹھاسی	ہشتاد ونہ	89	نواسی	نود	90	نوے	نود ویک
91	اکانوے	نود ویک	92	بانوے	نود ودو	93	تیرانوے	نود وسہ
94	چورانوے	نود وچہار	95	پچانوے	نود وپنج	96	چھیانوے	نود وشش
97	ستانوے	نود وہفت	98	اٹھانوے	نود وہشت	99	ننانوے	نود ونہ
100	سو	صد						

اہم جملوں کا اردو سے فارسی زبان میں ترجمہ

کون	کہ، کدام، کدامی، کدامین
کون، کس کو	کی، (چہ کسی)
کب، جب	کی، (چہ رفت)
کیسے، کس طرح	چہ جور، چہ طور
کتنا، کیسے، اتنا	چقدر
کیسا، کیسے	چگونہ
کون ہے؟	کیست
کیا ہے؟	چیست
کیوں	چرا
وہ کون ہے؟	آن کیست؟
او کیست؟	یہ کون ہے؟
وہ آدمی کون ہے؟	او مرد کیست؟
آپ کہاں تھے؟	شما کجا بودید؟
میری کتاب کہاں تھی؟	کتاب من کجا بود؟
تمہارے کتاب کہاں ہے؟	کتاب شما کجا است؟
علی کہاں ہے؟	علی کجا است؟
میں کہاں ہوں؟	من کجا ہستم؟
جاوید کہاں ہے؟	جاوید کجا است؟
شمع کیا کرتی ہے؟	شمع چہ می کند؟

آپ کیا لائے ہو؟	شما چہ آوردہ آید؟
آپ کیا چاہتے ہو؟	شما چہ می خواہید؟
کرسی پر کیا ہے؟	روی صندلی چیست ؟
تمہارا نام کیا ہے؟	اسم شما چیست ؟
کیا ہو رہا ہے؟	چہ خبر است؟
کیا ہوا ہے؟	چہ شدہ است؟
کیا بات ہے؟	چہ سخن است؟
وہ کیا ہے؟	آن چیست ؟
تمہارا بھائی کون ہے؟	برادر شما کی است؟
وہ کتاب کس کی ہے؟	آن کتاب از کی است؟
کون نہیں جانتا؟	کہ نمیداند؟
یہاں کون آیا تھا؟	اینجا کی آمد؟
غزالہ خوبصورت لڑکی ہے۔	غزالہ دختر قشنگ است ۔
ارمان موٹا ہے۔	ارمان چاق است ۔
عادل عباس اچھا ہے۔	عادن عباس خوب است ۔
وہ ایران گیا۔	او بہ ایران رفت ۔
وہ گھر میں ہے۔	او در خانہ است ۔
میرے ساتھ آؤ	ہمراہ من بیائید
تمہارے پاس کیا ہے؟	شما چہ دارید؟
حسن کے پاس کیا ہے؟	حسن چہ دارد؟
وہ طالب علم ہے؟	او دانشجو است؟

4.4 مشق

فارسی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کیجئے۔

مادرش چگونہ است؟ ------------------------------

شما چند سال دارید؟ ------------------------------

کی دررانہ نزد؟ ------------------------------

ساعت چند است؟ ------------------------------

کتابی کہ خوانید؟ ------------------------------

چہ شدہ است؟ ------------------------------

این سیب است ------------------------------

اردو زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیجئے۔

تمہارے بھائی کا نام کیا ہے؟ ------------------------------

ایران کی راجدھانی کہاں ہے؟ ------------------------------

علی کا بھائی کتنے سال کا ہے؟ ------------------------------

تم نے دیوان حافظ نہیں پڑھا۔ ------------------------------

استاد کیوں نہیں آئے۔ ------------------------------

4.5 امدادی کتب

1۔ فارسی بول چال اردو سے فارسی، از ڈاکٹر چودھری وہاج اشرف، بالک کتاب گھر۔

2۔ ہدایت الترجمہ فارسی، معہ مکمل آسان گرائیمر، از ایس۔ ایل۔ گومر۔

3۔ دستور زبان فارسی، از دکتر حسین الزماں، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔

اکائی نمبر 5 : فارسی نظم ونثر کا مطالعہ (غنچہ فارسی)

ساخت

5.1 تمہید
5.2 سبق کا ہدف
5.3 فارسی نظم ونثر کا مطالعہ (غنچہ فارسی)
5.4 مشق
5.5 نمونہ برائے امتحانی سوالات
5.6 امدادی کتب

5.1 تمہید

غنچہ فارسی ایک درسی کتاب ہے جو تین حصوں پر مشتمل ہے جس میں حصہ اول میں قواعدی اسباق ترتیب دیئے گئے ہیں۔ حصہ دوم میں دلچسپ حکایات اور متفرق اسباق کو شامل کیا گیا ہے۔ حصہ سوم میں مختلف عنوانات کے تحت نصیحت امیز اشعار کو شامل کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر حافظ عبدالعلیم خاں نے نہایت ہی سنجیدگی سے اس مختصر کتاب کو تیار کیا ہے اور طلبا کے ذہنی معیار کو بھی ملحوظ نظر رکھا ہے۔ غنچہ فارسی کا حصہ دوم فارسی زبان کے سیکھنے میں کافی مددگار ثابت ہوتا ہے چونکہ کسی بھی زبان کے سیکھنے میں نثری اقتباسات زیادہ رول نبھاتے ہیں۔

5.2 سبق کا ہدف

اس اکائی کے ذریعہ طلباء تدریجی طور پر فارسی زبان سیکھنے میں آسانی محسوس کریں گے۔ یہ اکائی چونکہ مکمل طور پر فارسی زبان کی درسی کتاب کے مطالعہ پر مشتمل ہے جو فارسی زبان میں ہی تیار کی گئی ہے لیکن اس اکائی میں طلباء کی آسانی کے لئے حصہ دوم کے فارسی نثری اقتباسات کو شامل کر کے ان کا اردو زبان میں ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے تا کہ طلباء کو ان اقتباسات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

5.3 فارسی نظم ونثر کا مطالعہ (غنچہ فارسی)

(فارسی)

خدا

پدرمی گوید کہ ہمہ مردم وجانوراں راخدا آفریدہ است آفریدگار آسمان وماہ وخورشید وستارگان نیز خدااست۔

اگر خدا نبودے گل ہائے رنگا رنگ، مرغانِ خوش آواز، پروانہ ہائے قشنگ، چشمہ ہا، میوہ ہای شریں وہیچ چیز دیگر نہ بودے ما ہم بدنیا نمی آمدیم۔ خود دنیا ہم دریں وقت نبودے زیرا کہ ہر چہ ہست آں راخدا آفریدہ است۔

(اردو)

خدا

میرے والد نے بتایا کہ تمام مردوں اور جانوروں کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ اور آسمان چاندوسورج اور ستاروں کو بھی اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اگر خدا نہ ہوتا تو رنگ رنگ کے پھول، اچھی آواز کی چڑیاں، اڑنے والے پروانے (پتنگے) دریا، میٹھے میوے وغیرہ نہ ہوتے اور ہم دنیا میں نہ آتے اور اس وقت ہم دنیا میں نہ ہوتے۔ اس لئے کہ جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

(فارسی)

باراں

ابر سیاہ از جانب شمال برخاستہ البتہ خواہد بارید۔ برق ہم می تابد۔ بزودی بیائید قدم بردارید۔ پیش از باریدن بخانہ رسیم حالا باراں سنگین شد۔ بیائید بہ دکانے پناہ گیریم تا تر نہ شویم ۔ زیادمی بارد ۔ اکنوں ہمہ زمین گل شد۔ سوئے مشرق نگاہ کنید قوس قزح برآمد۔ چہ خوش رنگہا دارد۔ باران رحمت الٰہی است ۔ زود گیاہ می روید۔ روئے زمین ہمہ سبز می شود درخت ثمر می دہد وغلہ پیدا شود۔

(اردو)

بارش

کالا بادل شمال کی طرف سے اٹھا ہے ضرور برسے گا۔ بجلی بھی چمک رہی ہے ۔ جلدی آؤ قدم اٹھاؤ۔ برسنے سے پہلے ہم گھر پہنچ جائیں ۔ اب بارش تیز ہوگئی آؤ کسی دکان میں پناہ لیں ۔ تا کہ بھیگ نہ جائیں ۔ پانی زیادہ برس رہا ہے اب سب زمین میں کیچڑ ہوگئی ۔ پورب کی طرف دیکھو دھنک نکل آئی ہے ۔ کتنے اچھے رنگ ہیں ۔ بارش خدا کی رحمت ہے ۔ جلدی سے گھاس اُگتی ہے اور ساری زمین ہری بھری ہو جاتی ہے ۔ درخت میں پھل آتے ہیں اور اناج پیدا ہوتا ہے۔

(فارسی)

گفتار در بیمار

امروز احمد نیامدہ، گویند دی روز بہ تپ مبتلا شدہ ۔ حالا قدرے بہتر شدہ است ولے ہنوز چاق نہ شدہ است ۔ تیمارش کی می کند۔ اما پدرش خیلی مضطرب است ۔ طیب یونانی است علاج دکتر چرانمی کنند۔ مردم ازاں می ترسند چرا؟ فقط نادانی است نفعے کہ در علاج دکتر دیدم، بہ، ہیچ علاج نہ دیدم، دوا اندک ونفع بسیار، خدا شفائش دہد، امروز سرم درد می کند۔ نیم شب کہ از خواب برخاستم خود را مبتلائے ہمیں درد یافتم ۔ از سردی وشب بیداری باشد۔ ساعتے خواب کنید ۔ رفع می شود۔

(اردو)

بیمار کے متعلق بات چیت

آج احمد نہیں آیا، کہتے ہیں کہ کل بخار میں مبتلا ہو گیا۔ اب کچھ اچھا ہوا ہے لیکن ابھی بالکل اچھا نہیں ہوا ہے۔ اس کی دیکھ بھال کون کرتا ہے۔ مگر اس کا باپ بے چین ہے۔ حکیم یونانی علاج والی ہے۔ ڈاکٹر کا علاج کیوں نہیں کرتے۔ لوگ اس سے ڈرتے ہیں۔ کیوں؟ صرف نا سمجھی ہے۔ جو فائدہ میں نے ڈاکٹر کے علاج میں دیکھا کسی کے علاج میں نہیں دیکھا دوا تھوڑی فائدہ بہت خدا اس کو صحت عطا کرے۔ آج میرے کر میں درد ہو رہا ہے، آدھی رات کو نیند سے بیدا ہوا تو اپنے کو اسی درد میں مبتلا پایا۔ سردی اور رات کے جاگنے کے سبب سے ہوا ہوگا۔ ایک دو گھنٹہ سو جاؤ (درد) ختم ہو جائے گا۔

(فارسی)

زندگی در خانوادہ

نسبت بہ پدر و مادر و بزرگتراں باید با ادب باشیم۔ وآناں را احترام کنیم۔ پدر و مادر خیر خواہ فرزندند۔ آناں خوشی وراحت خود را افداری آسائش کنند واز نگاہ داری وتربیت ما دریغ نمی دارند بنابریں باید آناں را از جان ودل دوست بداریم وفرمان شاں را اطاعت کنیم۔ نگذاریم از ما آزررہ خاطر شوند۔ وبدانیم کہ فرمانی پدر وامادر گناہی بزرگ ونا بخشودنی است۔

باید در بارۂ برادر وخواہر کوچک تر از خود، مہربان وغمخوار ودر نگاہداری وپاکیزگی آناں، مادر وپدر را مددگار باشیم۔ نسبت بخدمت گزاراں ہم باید محبت ودل سوز بود ہر وقت چیزے از آناں می خواہیم ممکن است با گفتن دو کلمہ ''خواہش می کنم'' دل آناں راشاد، وپس انجام کار ہم با جملہ ''تشکری کنم'' آنہا را خرسند سازیم۔

(اردو)

گھریلو زندگی

ماں باپ کا رشتہ بہت بڑا ہے۔ چاہئے کہ ہم با ادب رہیں اور ان کا احترام کریں، ماں باپ اولاد کے لئے

خیر خواہ ہیں وہ اپنی خوشی اور آرام کو اولاد کی خاطر قربان کر دیتے ہیں اور حفاظت کرنے اور تربیت دینے میں کوئی کمی نہیں کرتے اسی لئے ہمیں چاہئے کہ ہم جان ودل سے انہیں دوست رکھیں اور ان کی ہر بات مانیں۔ اور ان کی دل شکنی نہ کریں۔ اور ہم کو جاننا چاہئے کہ ان کی نافرمانی بڑا گناہ ہے۔ اور بدبختی کی نشانی ہے۔ چاہئے کہ بھائی بہن اور اپنے سے زیادہ چھوٹوں کو مہربانی اور ہمدردی کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کی صفائی کا خیال رکھیں۔ ماں باپ کے مددگار رہیں۔ ان کی خدمت گزاری میں بھی محبت اور دلسوزی ہونی چاہئے۔ جو چیز بھی ان سے مانگیں (اشارے میں) ہلکی آواز میں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا دل خوش رہے اور تمام کام خیریت کے ساتھ انجام ہوں۔

(فارسی)

دانش

شرف و بزرگی بفضل و ادب است نہ باصل ونسب۔ حکمائے پارس گفتہ اند۔ بہترین ہمہ چیز ہا دانش است وآں کس کہ او بزیور علم آراستہ نیست، از دائرۂ انسانیت بیرون باشد۔

نوشیروان عادل گفتہ است سر ہمہ نیکیہا دانش است وشرف بزرگی از دانش باشد۔ ونیک آں کس بود کہ یار او دانا باشد۔ منوچہر گفتہ: دانش چوں چراغ روشن است۔ اگر چہ بسیار چراغہا ازاں فروزن ۔۔۔۔ کم نہ شود۔ جینیاں گفتہ اند۔ دانش آرائش دین ودنیا است وہمہ چیز ہا چوں بسیار شود۔ خوار وارزاں گردو مگر دانش کہ ہر چند بیشتر شود عزیز شود۔

(اردو)

علم

عزت اور بزرگی علم اور ادب سے ہوتی ہے، نہ کہ خاندان اور نسب سے فارس کے عقلمندوں نے کہا ہے کہ سب سے اچھی چیز ہے علم اور وہ شخص کہ جس کی ذات علم کے زیور سے سجی ہوئی نہیں ہے وہ انسانیت کے حلقہ سے باہر ہوگا نوشیرواں عادل نے کہا ہے۔ تمام نیکیوں کا بھید علم ہے اور بڑائی اور بزرگی علم سے ہوتی ہے نیک وہ شخص ہوتا ہے کہ جس

کا دوست عقل مند ہو، منوچہر نے کہا ہے، علم روشن چراغ کی طرح ہے۔ اگر چہ اس سے بہت سے اور چراغ جلتے ہیں مگر کسی کی روشنی کم نہیں ہوتی۔

(فارسی)

عادات نیک

ہمیشہ راست بگو۔ باادب باش چوں از کسے التماس بکنی بگو ''التفات بکنید'' چوں از کسے چیزے بگیری از وتشکر کن وبگو ''لطف شما زیاد'' باہمہ خوش اخلاق باش، چوں پیش بزرگاں روی با احترام سلام کن، چوں کسے حرف زند قطع سخنش مکن، اگر کارے نہ کنی بگو ''مرا معذور دارید'' لائق تعظیم کسے است کہ خدارا بہ شناسد۔ عاقل چوں جنگ بنید کنارہ گیرد۔ چو صلح مشاہدہ کند رخت افگند۔ کسے را پیش مردم خجل مکن دانا بان است کہ خوفِ خدا دارد ہر کہ را عقل رہبر ہر چیز اورا میسر

(اردو)

عادات نیک

ہمیشہ سچ کہو، باادب رہو، جب کسی سے کوئی بات کہو، اس طرح کہو، توجہ فرمایئے جب کسی سے کوئی چیز لوتو شکریہ ادا کرواور کہو، آپ کی مہربانی یا عنایت اور بڑھے۔ سب کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ، جب بڑوں کے سامنے جاؤ ادب سے سلام کرو جب کوئی بات کرر ہا ہوتو درمیان میں نہ بولو۔ یا اس کی بات نہ کاٹو۔ اگر کوئی کام نہ کرسکوتو کہو، مجھے مجبور سمجھئے۔ عزت کے قابل وہ شخص ہے جو خدا کو پہچانے، سمجھدار جب لڑائی دیکھتا ہے تو کنارے ہوجاتا ہے جب میل جول دیکھتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے۔ کسی کو لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کرو۔ عقلمند وہ ہے جو دل میں خدا کا خوف رکھے جو عقل کو اپنا رہنما بناتا ہے اس کو ہر چیز نصیب ہوتی ہے۔

(فارسی)

وقت شب

آفتاب بمغرب رفت۔ اکنوں شام شد۔ شفق ہم ناپدید شد چراغ روشن کن ۔ چراغ روشنی کمتر درد۔ روغن در چراغ بریز کہ خاموش نہ شود۔ گل بگیر۔ سرفتیلا راپیش کن ببیں ستار ہا چہ طور گرد ماہ صفت زدہ اند۔ ماہ ہا دلبر آ دردہ است ۔ البتہ دلیل باراں است ۔ اکنوں شبِ ماہتاب است ۔ عجب لطفے دارو ماہ چہار دہم بدر است خیر پنج روزہ روشنی ست ۔ باز ہمہ سب تارو جہاں تاریک ۔

شما کجا باشد۔ امروز مراز ودتر خواب گرفت ۔ چراغ را کفارہ بگزار درراہ بند۔ چوں پارۂ از شب گزرو مرا بیدار کن کہ چیزے نوشتن دارم۔

(اردو)

رات کا وقت

سورج پچھّم میں گیا۔ اب شام ہوگئی۔ آسمان کے کنارے کی سرخی بھی غائب ہوگئی۔ چراغ جلاؤ۔ چراغ میں روشنی کم ہے۔ چراغ میں تیل ڈال کہیں بجھ نہ جائے۔ گل جھاڑ دو بتی کا سر بڑھا دو۔ دیکھو ستارے سورج چاند کے گرد قطار باندھے ہیں۔ چاند نے ہالہ نکالا ہے ۔ البتہ بارش کی دلیل ہے اب چاندنی رات ہے ۔ چاند عجب لطف دیتا ہے ۔ چودھویں کا چاند بدر کہلاتا ہے۔ خیر پانچ دن کی روشنی ہے پھر ساری رات اندھیری اور دنیا تاریک۔ تم کہاں سوتے ہو؟ اس جگہ رات کتنی گذری۔ ڈیڑھ بجا ہوگا۔ آج مجھے نیند بہت جلدی آگئی ہے۔ چراغ کو کنارے رکھو اور دروازہ بند کرلو۔ جب ایک پہر رات گزر جائے مجھے جگا دو کہ مجھے لکھنا ہے۔

(فارسی)

ایران

ایران در برآسیا واقع شدہ واز ہمہ مما لک قدیم تر دخوش آپ وہواتر است۔اول خاکے است برروئے زمین کہ بنائے آبادی آنجا گذشتہ شد۔شہرے رابعداز طوفان نوح علیہ اسلام مردم برائے خود ساختند درایران بودہ کہ عبارت ازشہر بابل است۔آں شہرمدتے است کہ خراب شدہ وخرابہ ہائے آں بہ نزدیک کربلا ہنوز است۔

ایران زمین درائے چندایالت است درایالئے چندیں شہروچندیں قصبہ ودہات موجوداست۔زبان مردم ایں ہمہ ایالت ہاہ شہر ہاوقصبہ ہا(مگر بعضے جاہا کہ درتر کی حرف می زنند)زبانِ فارسی است کہ بہترین وشیریں ہمہ زبانہائے معمولہ آسیاست۔

(فارسی)

ایران

ایران براعظم ایشیا میں واقع ہےاورسب مالکوں سے پرانا ملک ہےاوراچھی آب وہواوالا ہے دنیا میں وہ پہلی جگہ ہے جہاں آبادی کی بنیاد پڑی۔جوشہر جسے کہ لوگوں نے حضرت نوع علیہ السلام کے طوفان کے بعد اپنے رہنے کے لئے بسایا تھا وہ ایران میں تھا اس سے مرادشہر بابل ہے۔وہ شہرمدت ہوئی کہ ویران ہوگیا اوراس کے کھنڈرات اب تک کربلائے معلیٰ کے قریب موجود ہے۔ایران کا ملک چندصوبوں پرمشتمل ہے ہرصوبہ میں چندشہراورقصبات ہیں اور لوگوں کی زبان فارسی ہے(صرف بعض جگہ تر کی ہے)فارسی شیریں اورسب سے میٹھی زبان ہے ایشیاء میں بولے جانے والی زبانوں میں ہے۔

(فارسی)

سخنان نوشیرواں

بابدنام ہمراہی مکنید۔ از نو کیسہ دام مخواہید۔ راز خود باز ناں و کودکان مگوئید۔ ناسنجیدہ سخن مگوئید۔ با خداوندان دولت کینہ مدارید۔ آزمودہ را میازمائید۔ بہ شتاب زدگی کار مکنید۔ عاقبت کارہا بنگرید۔ پا باندازگلیم فراکشید۔ بہ راز مردم گوش مدارید۔ کارنیک بدست خود کنید۔ در شورستان تخم مکارید۔ از مردم رنج بردارید۔ ہر چہ بزبان گوئید در دل ہماں دارید۔ راز بادشاہ آشکار مکنید۔ تندرستی را بہترین نعمتہا دانید بہ ہر جاو ہر حال نیکی کنید۔ چہار چیز ہمیشہ بکار دارید۔ دیر خفتن وزود برخاستن و کم گفتن و کم خوردن۔

(اردو)

نوشیرواں کی باتیں

بدنام کے ساتھ نہ رہو نئے مالدار سے قرض نہ مانگو۔ اپنا بھید عورتوں اور بچوں سے نہ کہو۔ بغیر سمجھے بات نہ کرو اور دولت مندوں سے کینہ نہ رکھو۔ آزمائے ہوئے کو نہ آزماؤ۔ کام میں جلد بازی نہ کرو۔ کاموں کا انجام دیکھو۔ کمبل دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ۔ لوگوں کے بھیدوں پر کان نہ لگاؤ اچھا کام اپنے ہاتھ سے کرو۔ بنجر زمین میں بیج نہ ڈالو۔ جو کچھ زبان سے کہو وہی دل میں ہو۔ بادشاہ کا بھید نہ ظاہر کرو۔ تندرستی کو سب سے اچھی نعمت سمجھو۔ ہر جگہ اور ہر حال میں نیکی کرو۔ چار چیزیں ہمیشہ کام میں لاؤ دیر میں سونا اور جلدی اٹھنا، کم باتیں کرنا اور کم کھانا۔

(فارسی)

سخنان کوتاہ

حسن خلق آن است کہ خلق رانرنجانی، ورنج خلق بکشی بے کینہ ومکافات، بلندترین پرہیزگاری تواضع است۔
ہر چہ خواہی کہ پوشیدہ ماند برکس آشکار مکن از صحبت ہیچ کس پرحذر باش۔ یکے از دروغ گوئے کہ ہمیشہ بادے

درغرور باشی ۔ دوم احمق کہ آں وقت کہ سود خواہد زیان تو بود و ندانند سوم بخیل کہ بہترین وقت از تو بہ برد۔ چہارم بز دل کہ دروقت حاجت ترا ضائع گزارد۔ پنجم فاسق کہ یک لقمہ بفروشد۔

جواں مردی آن است کہ بار خود بر خلق نہ نہی ۔ ہر چہ دیگرے را خواہی فرمودیاید کہ اول بر آں عمل کنی و ہر کہ سخن مردمان پیش تو آرد سخن تو پیش دیگراں برد، او نہ لائق صحبت باشد۔

عالم بے عمل درخت بے ثمر است ۔ گرہی کہ بدست دامی شود بدندان نباید باز کرد۔ آدمی را آدمیت لازم است ۔ تعجیل نکو نیست مگر دعمل خیر۔

لقمان را گفتند:۔

ادب از کہ آموختی۔

گفت:۔از بے ادباں کہ ہر چہ از ایشان درنظرم ناپسند آمد از فعل آں پر ہیز کردم۔

(اردو)

مختصر باتیں

اچھا اخلاق یہ ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور لوگوں کی تکلیف وغم کو دور کرو۔ اونچی پرہیز گاری عاجزی ہے۔ جو کچھ تم چاہتے ہو کہ چھپا رہے کسی پر ظاہر مت کرو۔ پانچ آدمیوں کی صحبت سے بچو۔ ایک جھوٹ بولنے والے سے دوسرے احمق (بیوقوف) سے اس وقت کہ جب وہ تمہارا فائدہ چاہے مگر نقصان پہنچائے اور وہ نہ جان سکے۔ تیسرے بخیل سے کہ جو تمہارا بہترین وقت ضائع کرے۔ چوتھے برے دل والے سے کہ جو ضرورت کے وقت تمہارا بہترین وقت ضائع کردے۔ پانچویں بدکار شخص سے کہ جو ایک نوالہ میں بِک جاتا ہے۔ بہادری یہ ہے کہ اپنا بوجھ لوگوں پر نہ ڈالو جو کچھ تم دوسروں سے کہنا چاہتے ہو چاہئے کہ پہلے خود اس پر عمل کرلو جو دوسروں کی باتیں تمہارے پاس لاتا ہے وہی تمہاری باتیں دوسروں کے پاس لے جاتا ہے وہ شخص ملنے کے لائق نہیں۔ بے عمل عالم ایک بے پھل درخت کی طرح ہے دی گری ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہے۔ دانت دوبارہ واپس نہیں آتے۔ آدمی کو انسانیت ضروری ہے۔ جلد بازی اچھی نہیں

ہے مگر نیک کام میں اچھی ہے۔لقمان سے پوچھا کہ آپ نے ادب کس سے سیکھا جواب دیا بے ادبوں سے کہ جوان کا کام مجھے ناپسند آتا ہے میں ان فعل سے پرہیز کرتا ہوں۔

(فارسی)

تابستان

بعداز بہار تابستان می آید۔اول تیر ماہ آغاز تابستان است۔تابستان فصل گرما است۔آفتاب کم کم سوزاں می شود۔دریں فصل دبستان تعطیل است۔وکودکان درسایہ بازی می کنند۔یکےاز ورزشہای تابستانی ''شنا'' است۔شنا سینہ راباز، بازو باراقوی، وکارنفس کشیدن رامرتب می کند۔

ہمہ بچہ ہا شنارا دوست می دارند۔شنافنی است کہ بایدآں رایادگرفت۔درتابستان بسیارےازمیو ہامیرسد۔کیلاس۔زردآلو، گوجہ گرمک دہنددانہ بدست می آید۔میوہ بہترین غذااست۔

(اردو)

گرمیاں

موسم بہار کے بعدگرمی کے مہینے کا آغاز ہوتا ہے گرمیوں کا زمانہ گرم ہوتا ہے پہلے سورج تھوڑا کم تپتا ہے۔ اوراس موسم میں مدرسے کی چھٹیاں ہوتی ہیں۔اور بچے سائے میں رہتے ہیں کوئی بچہ گرمیوں میں تیرنے کی ترغیب دیتا ہے۔تیرنے سے سینہ اور بازو طاقتور ہوتے ہیں اور تیرتے وقت سانس کوبھی روکتے ہیں۔تمام بچے تیرنے کواچھا سمجھتے ہیں۔تیرنا بھی ایک فن (ہنر) ہے۔بچوں کو چاہئے کہ بہت تیز تیریں گرمیوں میں بہت زیادہ میوہ ہوتا ہے۔مثلاً کیلا، پیلاآلو، گاجراورگرمک اورتربوز کھانے کو ملتے ہیں۔میوہ اچھی غذا ہے۔

(فارسی)

دانشمند و ہم نشین بے ادب

فاضلے دیے از صاحبان راز خود ور نامہ می نوشت شخصے در پہلوی او نشستہ بود بگوشہ چشم نوشتہ او را می خواند، بروئے دشوار آمد۔ بنوشت کہ نہ در پہلوئے من دزدے نشستہ بودی و نوشتہ امر خواندے ہمہ اسرار خود بنوشتمے آں شخص گفت واللہ مولانا من نامہ ترا مطالعہ نہ کردم و نہ خواندم۔ گفت اے ناداں پس ایں از کُجا می گوئی۔

(اردو)

(عقلمند اور بے ادب بیٹھے والا)

ایک قابل شخص نے اپنے ایک دوست کو اپنا بھید خط میں لکھا تھا ایک دوسرا آدمی اس کے پہلو میں بیٹھا تھا اور کنکھیوں سے اسکا خطہ پڑھ رہا تھا اس کو یہ بات گراں گزری اس نے خط میں لکھا کہ اگر میرے پہلو میں ایک چور نہ بیٹھا ہوتا تو اپنے تمام راز لکھتا۔ وہ شخص بول اٹھا خدا کی قسم مولانا میں نے تمہارا خط نہیں پڑھا اس نے جواب دیا کہ اے بے وقوف پھر یہ بات کیسے کہہ رہے ہو۔

(فارسی)

شیرے و مردے

شیر و مردے در یک خانہ تصویر ہائے خودشان دیدند۔ مرد شیر را گفت می بینی شجاعت انساں کہ شیر را مسخر کردہ است شیر گفت مصور ایں انسان است اگر شیر مصور بودے ایں چنیں نہ بودے۔

(اردو)

(ایک شیر اور ایک مرد)

ایک شیر اور ایک آدمی نے اپنی تصویریں ایک جگہ دیکھیں۔ آدمی نے شیر سے کہا کہ تم انسان کی بہادری دیکھی کہ اس نے شیر کو فرمانبردار کر لیا۔ شیر نے جواب دیا یہ تصویر یر بنانے والا انسان ہے اگر شیر مصور ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔

(فارسی)

ملا و لحاف

ملا نصیر الدین شبے خوابید بود۔ ناگاہ غوغائے در کوچہ شنید۔ فوراً از خواب برخاست و لحاف برکشیدہ از خانہ بیروں شد تا معلوم کند کہ باعث غوغا چیست؟

اتفاقاً جمعے درہم افتادہ بودند۔ ملا چوں نزد ایشاں رفت آناں لحاف از دوش او کشیدہ گریختند۔ ملا مایوس بخانہ باز آمد۔ زنش پرسید چہ خبر بود گفت، ہیچ خبرے نہ بود، ہمہ غوغا۔ بر سر لحاف من بود گرفتند غوغا تمام شد۔

(اردو)

لحاف اور ملا

ملا نصیر الدین رات کو سو رہا تھا اچانک ایک شور کی آواز گلی میں سنائی دی جلدی سے بستر سے اٹھا اور لحاف سر پر اوڑھ کر گھر سے باہر نکل گیا تا کہ شور وغل کا سبب معلوم کرے۔

اتفاق سے وہاں بہت سے لوگ ایک دوسرے بھڑے ہوئے تھے۔ ملا جب ان کے قریب پہنچا تو ان لوگوں نے لحاف اس کے کاندھے سے اتار لیا اور لے کر بھاگ گئے۔ ملا ناامید ہو کر گھر واپس آیا بیوی نے پوچھا کیا بات ہے ملا نے جواب دیا کوئی بات نہ تھی سارا شور وغل میرے لحاف کے اوپر تھا۔ وہ لوگ لحاف لے گئے اور سارا شور وغل ختم ہو گیا۔

(فارسی)

نقاش و پیشہ طبابت

نقاشے درشہرے رفت درآنجا پیشہ طبابت آغاز کرد بعد چندروز شخصے از وطن او دراں شہر رسید وا ورا دید و پرسید کہ حالا چہ پیشہ می کنی۔ گفت طبابت۔ پرسید چرا؟ گفت از برائے آنکہ اگر دریں پیشہ تقصیری می کنم خاک آں رامی پوشد۔

(اردو)

مصور اور حکمت کا پیشہ

ایک نقاش ایک شہر میں گیا اور اس جگہ حکمت شروع کی۔ کچھ دن کے بعد ایک آدمی اس کے وطن کا اس جگہ پہنچا اور اس کو دیکھا اور پوچھا کہ اب کیا کام کررہے ہو اس کے جواب دیا کہ حکمت۔ اس نے حیرت سے پوچھا کیوں؟ مصور نے جواب دیا کہ اس لئے کہ اس پیشہ میں کوئی غلطی کروں تو ان کی۔

(فارسی)

موش و گربہ

روزے گربہ موشے را از دور دید و براو سلام کرد و گفت اے برادر ما چرا از ہم دیگر دوری می کنیم حالانکہ نزاعے باہم نداریم و در دنیا محبت بہترین چیز ہاست۔ موش گفت علیکم اسلام۔ لیکن از دور زیرا کہ طبیعت من با تو مثل آب و آتش ضد یک دیگر است و سلام تو سلام محبت نیست چنانچہ مشہور است۔

گربہ را با موش کے بوداست مہر مادری

(اردو)

چوہا اور بلی

ایک دن ایک بلی نے ایک چوہے کو دور سے دیکھا اور اس کو سلام کیا اور کہا اے بھائی ہم کیوں ایک دوسرے سے دور رہتے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ ہم میں کوئی جھگڑا نہیں ہے اور دنیا میں محبت سب سے اچھی چیز ہے۔ چوہے نے کہا کہ تم پر بھی سلام ہو مگر دور ہی سے کیونکہ میری اور تیری طبیعت آگ اور پانی کی طرح ایک دوسرے کے خلاف ہے اور تیرا سلام محبت کا سلام نہیں ہے۔ جب کہ مشہور ہے بلی کو چوہے کے ساتھ ماں جیسی محبت کب ہوسکتی ہے۔

(فارسی)

شاعرے وتونگرے

شاعر مسکین پیش تونگرے رفت۔ چنانچہ نزدیک او نشست کہ میان شاعر از یک وجب تفاوت پیش تر نہ بود۔ تونگر ازیں سبب بہم برآمد روئے ترش کرد۔ و پرسیر کہ درمیان تو وخر چہ تفاوت است گفت بقدر یک وجب۔ تونگر ازیں جواب بسیار خجل شد، وعذر نمود۔

(اردو)

ایک شاعر اور مالدار

ایک بیچارہ شاعر ایک مالدار کے پاس گیا اور اس طرح اس کے قریب بیٹھا کہ شاعر اور مالدار کے درمیان ایک بالشت سے زیادہ کا فاصلہ نہ تھا۔ مالدار اس سبب سے غصہ میں تھا اور ناگواری کے ساتھ کہا کہ تجھ میں اور گدھے میں کتنا فرق ہے۔ شاعر نے کہا بالشت بھر۔ مالدار اس جواب سے شرمندہ ہوا اور اس سے معذرت کی۔

(فارسی)

کسے را تکبر نہ باید کرد

روزے شخصے با خود می گفت کہ ہر چہ در زمین و آسمان است برائے من است خدا مرا بسیار بزرگ آفرید۔ در آں اثنا پشہ بر بینی او نشست و گفت ترا چنیں تکبر نہ شاید زیرا کہ ہر چہ در زمین و آسمان است خدا برائے تو آفرید اما ترا برائے من ۔ ندائی کہ من از تو بزرگ ترام ۔

(اردو)

کسی کو غرور نہ کرنا چاہئے

ایک دن ایک شخص نے اپنے باپ سے کہا کہ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے میرے لئے ہے خدا نے مجھ کو بہت بڑا پیدا کیا ہے۔ اس درمیان میں ایک مچھر اس کی ناک پر بیٹھ گیا اور اس نے کہا کہ تجھ کو ایسا تکبر نہ کرنا چاہیے کیونکہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے خدا نے تیرے لئے ہی پیدا کیا ہے مگر تجھ کو میرے لئے تو نہیں جانتا کہ میں تجھ سے بھی بہت بڑا ہوں ۔

(فارسی)

امیر تیمور مطرب نابینا

امیر تیمور لنگ چوں بہ ہندوستان رسید۔ مطرباں را طلبید و گفت از بزرگاں شنیدہ ام کہ دریں شہر مطربان کامل اند۔ مطرب نابینا پیش بادشاہ حاضر شد و سردے آغاز کرد۔ بادشاہ بسیار خوش وقت گردید، نام او پرسید ۔ گفت نام من دولت است ۔ گفت دولت ہم کور می شود۔

جواب داد۔ اگر دولت کور نہ بودے۔ بخانہ لنگ نیامدے۔ بادشاہ ایں جواب بہ پسندید و انعام بسیار داد۔

(اردو)

بادشاہ تیمور اور اندھا گانے والا

امیر تیمور لنگ (لنگڑا) جب ہندوستان آیا، گانے والوں کو پہلے لایا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اس ملک میں گانے والے بہت اچھے اور قابل ہیں ایک اندھا گویّا بادشاہ کے سامنے گیا اور اس نے گانا شروع کیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس کا نام پوچھا آندھے نے کہا میرا نام دولت ہے۔ بادشاہ نے کہا دولت بھی اندھی ہوتی ہے اندھے نے جواب دیا اگر دولت اندھی نہ ہوتی تو ایک لنگڑے کے گھر نہ آتی۔ بادشاہ کو یہ جواب بہت پسند آیا اور اس کو بہت انعام دیا۔

(فارسی)

ابلہ و مال فراواں

ابلہے مال فراواں یافت و در خیال خام چناں تصور کرد کہ زیادہ از شصت سال نہ خواہم زیست پس ہماں بہتر کہ ایں نقد خود صرف کنم کہ بعد از من رائگاں خواہند برد و من در گور۔ تاسف خواہم خورد۔ الحاصل در چند مایہ فرصت آں نقد را برباد واد و عمرش از شصت در گزشت۔ کوچہ بہ کوچہ گدائی اختیار کردمی گفت اے نیک مرداں مال من بہ سبب خام خیالی از کف رفت برائے خدا چیزے بمن دہید و دست من گیرید۔

(اردو)

بے وقوف اور کثیر مال

ایک بے وقوف کو بہت زیادہ مال مل گیا اور اس نے غلط فہمی میں سوچا کہ میں ساٹھ سال سے زیادہ نہیں جیوں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس رقم کو خرچ کر ڈالوں کہ میرے بعد یہ سب بیکار ہو جائے گا اور میں قبر میں افسوس کروں گا۔ آخر کار اس نے نقدی کو کچھ دن میں برباد کر دیا اور اس کی عمر ۶۰ سال سے زیادہ ہوگئی اور وہ دربدر بھیک مانگنے لگا اور کہتا کہ اے لوگوں میرا مال خام خیالی کے سبب (نادانی) کے سبب ہاتھ سے نکل گیا۔ خدا کے لئے مجھے کوئی چیز دو اور میری مدد کرو۔

(فارسی)

نوشیرواں باغباں

آوردہ اند کہ روزے نوشیرواں بہ تماشائے صحرا بیروں رفت باغبانے راوید پیرسال خوردہ درختے می نشاند۔ گفت اے پیرتو کہ امروز نشانی میوۂ آں کے توانی خورد؟ پیر گفت دیگر نشاندند۔ ما خوذ دیم، ما نشانیم تا دیگراں بہ خورند۔نو شیرواں راخوش آمد۔ باغبان راجائزہ بخشید۔

(اردو)

نوشیرواں بادشاہ اور مالی

کہا جاتا ہے کہ ایک دن نوشیرواں بادشاہ جنگل کی سیر کے لئے باہر نکلا۔ اس نے ایک بہت بوڑھے مالی کو دیکھا کہ جو درخت لگا رہا ہے اس سے بادشاہ نے کہا اے بوڑھے، آج تو جو درخت لگا رہا ہے اس کے پھل کب کھائیگا بوڑھے نے کہا دوسروں نے لگائے تھے ان کے پھل ہم نے کھائے ہم لگا رہے ہیں تا کہ دوسرے کھائیں۔نوشیرواں کو یہ بات پسند آئی۔ مالی کو انعام دیا۔

(فارسی)

پدر و کودکے

کودکے با پدر می گفت۔ مرا دوست می داری۔ گفت بلے خدارا دوست می داری گفت بلے۔ گفت چند دل داری گفت یک دل۔ گفت پس محبت دو چیز درو ے چگو و گنجد؟ پدر از استماع ایں سخن لرزہ براندام افتادہ و بحق متوجہ شد۔

(اردو)

ایک باپ اور ایک بیٹا

ایک لڑکا باپ سے کہتا تھا۔ مجھ کو تم جانتے ہو۔ باپ نے کہا ہاں ۔ اسنے کہا کتنے کو دوست رکھتے ہو۔ باپ نے کہا ہاں ۔اس نے کہا کتنے دل سے رکھتے ہو؟ باپ نے کہا ایک ۔لڑکے نے کہا تو پھر دو چیزوں کی محبت دل سے اس میں کس طرح سمائی ہے؟ اس کو سن کر باپ کے جسم پر کپکپی پڑ گئی اور وہ خدا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

(فارسی)

سلطان محمود و ظریف

سلطان محمود درا گو یند برظریفے خشم گرفت ۔ اشارہ کرد۔ تا بچوب مغیلانش شلاق کنند۔ غلامان در پے چوپ دویدند۔ظریف رو در بزم دوزانو نشاندہ بودند و جمعے از پشت برش استادہ بوون گفت اے غلامان بیکار مباشید تا چوب مغیلاں آید۔شما بہ سیلے ومشت مشغول بکار شوید، تادل سلطان خوشنود شود۔ ملک بخند یدواز عُقوتبش درگزشت ۔

(اردو)

محمود بادشاہ اور مسخرہ

سلطان محمود کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک مسخرہ پر خفا ہوا حکم دیا کہ اس کو ببول کی لکڑی سے مارا جائے ۔ ملازم لکڑی لانے کے لئے بھاگے۔ مسخرہ کو محفل میں دوزانو بٹھا دیا گیا اور بہت سے ملازم اس کے پیچھے کھڑے تھے۔اس نے کہا اے ملازمو بے کار کھڑے ہو، جب تک ببول کی چھڑی آئے تم طمانچے اور مکے مارنا شروع کر دو تا کہ سلطان کا دل خوش ہو۔سلطان مسکرا دیا اور اس کی سزا معاف کردی۔

(فارسی)

بادشاہ وسگِ آزاد

بادشاہے بشکار می رفت ۔ آزادۂ را دید کہ سگے در پہلوئے اونشستہ وخودش خرم ونشستہ ۔ بادشاہ وزیررا گفت بیا ۔ تاقدرے دل بہ ایں دیوانہ خوش کنیم ۔ وزیررا گفت ۔ مبادا بےادبی کند ۔ گفت باکے نیست بادشاہ پیش اورفت ۔ و گفت اے آزاد سگ خوب تر است یا خودت؟ گفت سگ ہرگز ارفرمان ایں گدا سر نہ تابد ۔ پس شاہ وگدا اگر خدا را فرمان گرا انداز سگ بہتر اند ورنہ سگ از ہر دو بہتر است ۔

(اردو)

بادشاہ اور آزاد شخص کا کتا

ایک بادشاہ شکار کے لئے جاتا تھا ۔ ایک آزاد منش آدمی کو دیکھا کہ ایک کتا اس کے پہلو میں بیٹھا تھا ۔ اور خود وہ خوش خوش بیٹھا ہوا ہے ۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا آؤ تھوڑی دیر میں اس دیوانہ آزاد شخص سے دل بہلائیں ۔ وزیر نے کہا ایسا نہ ہو بےادبی کرے ۔ بادشاہ نے کہا کوئی ڈر نہیں ہے ۔ بادشاہ آگے بڑھا اور کہا کہ اے آزاد! کتا زیادہ اچھا ہے یا تو! جواب دیا کتا اس فقیر کے حکم سے ہرگز منہ نہیں موڑتا ہے بس اگر بادشاہ اور فقیر خدا کے فرمانبردار ہیں تو کتے سے بہتر ہیں ورنہ کتا دونوں سے بہتر ہے ۔

(فارسی)

بادشاہ ظالم

روزے سکندر با حاضرین مجلس گفت کہ گاہے کسے را محرام نکروم ۔ ہر کس ہر چہ از من خواست ، بخشیدم شخصے آنوقت عرض کرد خداوندا مرا یک درم درکار است بہ بخش ۔ سکندر فرمود کہ از پادشاہان چیزے محقر خواستن بے ادبی

است۔ آں شخص گفت کہ اگر بادشاہ ماز یک درم دادن شرم آید ملکے مرا بہ بخشد۔ سکندر گفت اول سوال کردی کم از مرتبہ من، ودیگر سوال کردی از یاد از مرتبہ خود۔

ہر دو سوال بیجا کردی۔ آں شخص لاجواب وشرمندہ گردید۔

(اردو)

ظالم بادشاہ

ایک دن ایک ظالم بادشاہ اکیلا شہر سے باہر گیا۔ ایک شخص کو درخت کے نیچے بیٹھا دیکھا۔ پوچھا اس ملک کا بادشاہ کیسا ہے ظالم ہے۔ یا انصاف پسند۔ اسنے کہا ظالم۔ بادشاہ نے کہا مجھے پہچانتا ہے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں اس ملک کا بادشاہ ہوں۔ وہ آدمی ڈر گیا اور بادشاہ سے پوچھا مجھ کو جانتے ہو بادشاہ نے کہا نہیں۔ میں صالح سوداگر کا لڑکا ہوں۔ ہر مہینہ میں تین دن پاگل ہوتا ہوں۔ آج ان تین دنوں میں سے ایک ہے۔ بادشاہ مکسرایا اور اس کو کچھ نہ کہا۔

(فارسی)

درویش وبقال

درویشے بر دکانِ بقالے رفت ودر خریدن شتاب کرد۔ بقال درویش را دشنام داد۔ درویش درخشم شد و پاپوشے بر سر بقال زد بقال پیش کوتوال رفت۔ اقامہ دعویٰ کرد کوتوال درویش طلبیدہ پرسید کہ چرا بقال راز دی۔ درویش گفت کہ بقال مرا دشنام داد۔ کوتوال گفت اے درویش تقصیر بزرگ کردی لیکن فقیر ہستی۔ ازیں سبب ترا سیاست نمی کنم۔ برو ہشت آنہ بقال رابدہ کہ سزائے تو ہمیں است۔ درویش یک روپیہ از حبیب خود برآوردہ در دست کوتوال نہادو یک پاپوش بر سر کوتوال زد۔ وگفت۔ اگرچنیں انصاف است ہشت آنہ تو بگیر وہشت آنہ اورا بدہ۔

(اردو)

درویش اور بنیا

ایک دورویش بنئے کی دوکان پر گیا اور خریداری میں جلدی کی بنئے نے درویش کو گالی دی۔ درویش کو غصہ آ گیا اوراس نے بنئے کے سر پر جوتا مار دیا بنیا کوتوال کے پاس گیا اور دعویٰ دائر کر دیا۔ کوتوال نے درویش کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے بنئے کو کیوں مارا درویش نے کہا اس نے مجھے گالی دی۔ کوتوال نے کہا کہ اے درویش تو نے بڑی غلطی کی لیکن اس وجہ سے میں تجھے قید نہیں کر رہا ہوں کہ تو فقیر ہے جا اور آٹھ آنے بنئا کو دے تیری سزا یہی ہے۔ درویش نے اپنے جیب سے ایک روپیہ نکالا کوتوال کے ہاتھ پر رکھا اور ایک جوتا کوتوال کے سر پر مارا اور کہا۔ اگر یہی انصاف ہے تو آٹھ آنے تو پکڑ اور آٹھ آنے اس کو دے۔

(فارسی)

طبیب ناداں

طبیب ناداں خود را از ہمہ افضل می پنداشت۔ بارے در محفلے زبان بکشودہ خود را می ستود گفت ہر چہ تلخ است گرم است۔ حکیمے حاذق مجمع آں میاں حاضر بود گفت ہر کہ بے تجربہ زبان بر آورد خود را در محل زیاں در آوردہ کہ خاصیت ایام سرما بر خلاف گمان تست۔

(اردو)

بے وقوف حکیم

ایک بیوقوف حکیم اپنے کو سب سے اچھا سمجھتا تھا ایک بار ایک محفل میں زبان کھولی اور اپنی تعریف کرنے لگا اور کہا کہ جو چیز کڑوی ہے وہ گرم ہے ایک تجربہ کار حکیم مجمع میں بیٹھا تھا اس نے کہا کہ جو شخص بغیر تجربہ کے زبان چلاتا ہے وہ اپنے کو نقصان میں ڈالتا ہے کیونکہ موسم سرما کی خاصیت تیرے خیال کے برعکس ہے۔

(فارسی)

فضیلت علم

علم از ہمہ دولت افضل است ۔علم موجب عزت و دولت جہل است ۔علم شے از جہل شے ۔حسب ونسب بے علم ناقص است عالم ہر کجا کہ رود عزت وخرمتش کنند۔ سر مایہ بزرگی عقل و ادب است نہ اصل ونسب۔ علم بے عمل چوں موم بے عسل ہیچ لذتے نہ دارد۔ ہر چہ نادانی از پرسیدنش ننگ بیدار۔

(اردو)

علم کی فضیلت)

علم ہر دولت سے بہتر ہے۔علم عزت اور دولت کا سبب ہے۔ کسی چیز کو جاننا یہ جاننے سے بہتر ہے، خاندانی شرافت ۔ بڑائی علم کے بغیرادھوری ہے۔ عالم جہاں کہیں جاتا ہےاس کی عزت کرتے ہیں بزرگی کی پونچی عقل اورادب ہے نہ کہ خاندان اورنسل علم بغیرعمل کے ایسا ہے جیسا موم بغیر شہد کے کوئی لذت نہیں رکھتا۔ جو کچھ تونہیں جانتا ہےاس کے پوچھنے میں شرم مت کر۔

(فارسی)

دہقان و پنج نان

دہقانے ہر روز پنج نان می خرید۔روزے شخصے پرسید کہ ہر روز پنج نان می خری آیا می خوری یا می افگنی ۔گفت یکے می اندازم و بہ یکے ادائے قرض می سازم و یکے می نہم و دوام می دہم سائل ازیں جواب در عجب ماند و گفت ایں معمارا بارے معنی چہ باشد۔ دہقان گفت آنکہ می نہم خود می خورم و آنکہ می اندازم بہ مادر وزن می دہم و آنکہ بہ آں ادائے قرض می کنم بہ پدر می دہم کہ در طفلی مرا ہم قرض دادہ بود و آنکہ قرض م دہم بہ پسر عطا می کنم کہ بہ پیری بہ کار خواہد آمد۔

(اردو)

دیہاتی اور پانچ روٹیاں

ایک دیہاتی ہر روز پانچ روٹیاں خریدتا تھا ایک دن ایک آدمی نے پوچھا کہ ہر روز تو پانچ روٹیاں خریدتا ہے ان کو کھاتا ہے یا پھینک دیتا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک پھینک دیتا ہوں اور ایک سے قرض ادا کرتا ہوں اور ایک رکھتا ہوں۔

(فارسی)

شاہ وشاعر

روزے شاعرے تقصیر کرد۔ بادشاہ جلاد را فرمود کہ روبروئے من اُو را بکشی لرزہ براندام شاعر افتاد۔ ندیمے او را گفت ایں چہ نامردی و بے جگری است۔ مرد ماں گاہے ایں چنیں نمی ترسند شاعر گفت اے ندیم اگر مردی بیا بجائے من بنشیں تا من برخیزم بادشاہ ایں لطیفہ بہ پسندید وخندید و تقصیر اُو عفو کرد۔

(اردو)

بادشاہ اور شاعر

ایک دن ایک شاعر نے غلطی کی۔ بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ میرے سامنے اس کو مار ڈالو۔ شاعر کے جسم میں کپکپی پڑ گئی۔ ایک ساتھی نے اس سے کہا کہ یہ کیا بزدلی ہے کم ہمتی ہے۔ مرد کبھی اس طرح نہیں ڈرتے ہیں۔ شاعر نے کہا اے دوست اگر تو بہادر ہے تو میری جگہ آکر بیٹھ جا بادشاہ نے اس لطیفہ کو پسند کیا، ہنسا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

(فارسی)

نصائح

ہر سرے کہ داری مخفی داشتن آں بہتر است زیرا کہ محرم اسرار در عالم کمتر، افشائے سر خود باز نام نادانی است۔ ثمر

نیکی نیکی است وثمرہ بدی بدی۔ ہر کہ بدی کند اوراطمع نیکی نباید داشت ۔دشمن دانا از دوست نادان بہتر است از دشمن حذر باید نمود۔ اوراحقیر بناید شمرد۔ خودستائی نمودن برائے افزونی عزت خود موجب ذلت می گردد،تکبر آدمی را خوارو بے مقدار می سازد۔ ہر چہ برخود نہ پسندی، بردیگراں ہم مپسند ہمہ رابرابر بردانستن نشان ریاست است ۔

(اردو)

نصیحتیں

جو راز تم کو معلوم ہے اس کو چھپانا بہتر ہے۔ اس لئے کہ راز چھپانے والے دنیا میں کم ہیں۔ اپنا بھید عورتوں پر ظاہر کرنا ناسمجھ ہے سمجھدار دشمن ناسمجھ دوست سے بہتر ہے۔ دشمن سے بچنا ضروری ہے اور اس کو کمزور نہ سمجھنا چاہئے۔ اپنی تعریف کرنا اپنی عزت بڑھانے کے لئے ذلت کا سبب ہو جاتا ہے۔ غرور انسان کو بے قدر کر دیتا ہے۔ جو چیز اپنے لئے پسند کرو دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ کروسب کو برابر جاننا سرداری کی نشانی ہے۔

(فارسی)

جواں مردی

جواں مردا جواں مردی بیاموز
زمردان جہاں مردی ۔ بیاموز
دروں از کین کیں جویاں نگہدار
زباں از طعن بد گویاں نگہدار
نکوئی کن باں کو باتو بد کرد
کہ آں بد، رخنہ در اقبال خود کرد
چو آئینِ نکو کاری کنی ساز
نگر ود جز بتو آں نیکوئی باز

(اردو)

بہادری

اے جواں مرد بہادری سیکھ اور دنیا والوں سے بھی بہادری سیکھ اور اپنے دل کو کینہ سے محفوظ رکھ اور اپنی زبان کو بھی برائی سے محفوظ رکھ۔ جو تیرے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ نیکی کردہ شخص برا ہے جو اپنے اقبال میں رختہ ڈالتا ہے تو اپنے آپ کو نیک بنا اس طرح کہ ان میں تجھ جیسا کوئی نیکوکار نہ ہو۔

(فارسی)

قطعہ

بس نامور بزیر زمیں دفن کردہ اند　　کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند
آں پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک　　خاکش چناں بخورد کزد استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل　　گرچہ بسے گزشت کہ نوشیرواں نماند
خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

(اردو)

ٹکڑا

بہت سے نامور سورما زمین کے اندر دفن ہو گئے کہ ان کی ہستی کا روئے زمین پر کوئی نشان نہ رہا۔ اس کمزور لاش کو بھی زمین کے نیچے دفن کر دیا کہ اس کو خاک نے اس طرح کھالیا کہ اس کی ہڈیاں تک نہ رہیں۔ نوشیرواں کا نام اُس کے عدل کے سبب زندہ ہے اگرچہ بہت سارے گزر گئے لیکن نوشیرواں بھی نہیں رہا۔ بھلائی کر اے شخص اور عمر کو غنیمت جان اسے پہلے کہ لوگ کہیں کہ فلاں بھی مر گیا۔

(فارسی)

راستی

راست بازی شعار کن۔ راست باز را دوست بسیار است راستی موجب رضائے خداست۔ راست باز را ضرر نمی رسد۔ ہر تقصیرے کہ کُنی اعتراف نما و منکر مشو۔ مردمِ دیانت دار نزد ہمہ کس عزیز اند۔ خائن بہمہ حال مردود است و خلق خدا از و ناخوشنود۔

(اردو)

سچائی

اے دل اگر تو سچائی اختیار کر لے تو دولت تیری ساتھی اور تیرے اختیار میں ہو جائے۔ عقل مند سچائی سے سر نہیں ہٹاتا کیونکہ سچائی سے سر اونچا ہوتا ہے۔ دم مت مار بغیر سچائی کے ہرگز کیونکہ وہاں بڑائی رکھتا ہے یا نیکی پر۔ دنیا میں سچائی سے بہتر کوئی کام نہیں ہے کیونکہ سچائی سے گلاب کے پودے میں کانٹا نہیں ہوتا۔

5.4 مشق

1۔ ذیل میں درج اقتباس کے اردو ترجمے کو مکمل کیجئے۔

علم از ہمہ دولت افضل است۔ علم موجب عزت و دولت جہل است۔ علم شے از جہل شے۔ حسب و نسب بے علم ناقص است عالم ہر کجا کہ رود عزت و خرمتش کنند۔ سرمایہ بزرگی عقل و ادب است نہ اصل و نسب۔ علم بے عمل چوں موم بے عسل ہیچ لذتے نہ دارد۔ ہر چہ نادانی از پرسیدنش ننگ بیدار۔

علم ------ سے بہتر ہے۔ علم عزت اور دولت ------ ہے۔ کسی چیز کو جاننا یہ جاننے سے بہتر ہے، خاندانی شرافت ----------- بغیر ادھوری ہے ۔ --------------- بزرگی کی پونجی عقل اور ادب ہے نہ کہ خاندان اور نسل علم بغیر عمل کے ایسا ہے جیسا --------------- رکھتا۔ جو کچھ تو نہیں جانتا ہے اس --------------- کر۔

2۔ ذیل میں درج اشعار کی اردو زبان میں تشریح کیجئے۔

جواں مردا جواں مردی بیاموز
زمردان جہاں مردی ۔ بیاموز
دروں از کین کیں جویاں نگہدار
زباں از طعن بدگویاں نگہدار
نکوئی کن باں کو باتو بد کرد
کہ آں بد، رخنہ در اقبال خود کرد

3۔ ذیل میں درج اردو جملوں کو فارسی زبان میں لکھنے کی کوشش کیجئے۔

ا۔ دشمن سے بچنا ضروری ہے اور اس کو کمزور نہ سمجھنا چاہئے۔ ---------------------

۲۔ عقل مند سچائی سے سرنہیں ہٹاتا کیونکہ سچائی سے سر اونچا ہوتا ہے۔ -----------------

۳۔ بھلائی کرا ے شخص اور عمر کو غنیمت جان۔ -------------------------------

۴۔ راز چھپانے والے دنیا میں کم ہیں۔ -------------------------------

5.6 امدادی کتب

1۔ غنچہ فارسی (جدید اڈیشن)، از ڈاکٹر حافظ عبدالعلیم خاں، ناشر، سرسید بک ڈپو جامعہ اردو علی گڑھ۔

2۔ تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر رضا زادہ شفق

3۔ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ از ڈاکٹر محمد ریاض وڈاکٹر صدیق شبلی

4۔ چکیدہ تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر منظر امام

5۔ ادب نامہ ایران از مرزا مقبول بیگ بدخشانی

اکائی نمبر 6 : نورالدین عبدالرحمٰن جامی

ساخت

6.1 تمہید
6.2 سبق کا ہدف
6.3 نورالدین عبدالرحمٰن جامی
6.4 نمونہ برائے امتحانی سوالات
6.5 امدادی کتب

6.1 تمہید

سرزمین ایران شعر وادب کا اہم گہوارہ رہی ہے اور اس سرزمین نے جو مشہور ترین دانش مند پیدا کیے ان میں نورالدین عبدالرحمٰن جامی بڑی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ نورالدین جامی کا ادبی ذوق جس عہد اور زمانے میں شباب پر تھا اس زمانے میں سرزمین دو حکومتوں میں بٹی ہوی تھی۔ مشرق میں تیموری بادشاہوں کی حکومت تھی۔ ان کے پایے تخت سمرقند اور ہرات تھے۔ ایران کے جنوب مغرب میں ترکمان سلاطین کی حکومت تھی، جن کا دارالسلطنت تبریز تھا۔

6.2 سبق کا ہدف

اس سبق میں نوالدین جامی کے حالات زندگی اور اور ان کے ادبی کارنامے کو شامل کیا گیا ہے جس کا مقصد طلباء کو ان کی زندگی اور ان کے ادبی ذوق سے آشنا کرنا ہے۔

6.3 نورالدین عبدالرحمٰن جامی

بلندمرتبہ شاعر، مستندعالم اورنامورصوفی تھے آپ خراسان کے علاقہ جام کے قصبہ خرجرد میں ۲۳ شعبان ۸۱۷ھ کو پیدا ہوئے۔ جیسا کہ وہ خودفرماتے ہیں:

بسال ھشت صد و ھفدہ ز ھجرت نبوی

کہ زدز مکہ بہ یثرب سراوقات جلال

زاوج قلہ پرواز گاہ عز و قدم

بدین حیضز ھو ان ست کردہ ام پروبال

آپ کے والد کا نام احمد بن محمد دشتی اور دادا کا نام شمس الدین دشتی ہے دشت اصفہان کے ایک محلے کا نام ہے۔ جہاں شروع شروع میں آپ کے آباواجدادرہتے تھے اس محلے کی نسبت سے وہ دشتی کہلائے۔آخر یہ لوگ اصفہان کوخیر اباد کہہ کرعلاقہ جام میں آبادہوئے۔

تعلیم: آپ کواپنے والد کے ہمراہ سیروسیاحت کے اکثر موقعے ملتے تھے۔ایران کے ایک محقق علی اصغر حکمت لکھتے ہیں کہ عالم طفولیت میں جب والد کے ہمراہ آپ ہرات آئے تو یہاں مدرسہ نظامیہ میں اقامت اختیار کی اورمولانا جنیداصول کے درس میں شامل ہوگئے جوعربی زبان کے مستند استاد تھے یہاں انھوں نے علوم دین کی تعلیم حاصل کی بعد میں مولانا خواجہ علی سمرقندی، سید شریف جرجانی اورمولانا شہاب الدین جاجری سے کسب فیض کیا۔آخر میں آپ نے ایک بزرگ سعدالدین تفتازانی کی صحبت اختیار کی۔ یہ مولانا بہاالدین نقشبندی کے خلیفہ تھے۔جامؔی ان کی بدولت سلسلہ نقشبندیہ میں شامل ہوئے اور باطنی تعلیم کے مختلف مدارج طے کیے۔۸۷۷ھ بمطابق ۱۴۷۲ء میں اپ حج کو گئے اور ہمدان، کردستان، بدساد، دمشق، حلب اور تبریز سے ہوکر واپس خراسان آگئے۔ان کا یہ سفر خاصہ طویل تھا۔اس سفر کا ذکر آپ نے بڑی تفصیل کے ساتھ ''رشحات عین الحیات'' میں کیا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں اہل بدراد نے آپ کے شایان شان سلوک نہ کیا چنانچہ ایک قصیدے میں اس امر کی شکایت کی ہے۔

بگشای ساقیا بلب شط سرسولی

وز خاطرم کدورت بغداد یان بسوی

جاؔمی کے ہمعصر سلاطین: جامی کے زمانے میں سرزمین دو حکومتوں میں بٹی ہوی تھی۔مشرق میں تیموری بادشاہوں کی حکومت تھی۔ان کے پایۂ تخت سمرقند اور ہرات تھے۔ایران کے جنوب مغرب میں ترکمان سلاطین کی حکومت تھی،جن کا دارالسلطنت تبریز تھا۔

تیموری سلاطین اور جامی: امیر تیمور کے بعد تیموری تخت و تاج کا وارث شاہرخ مرزا ہوا۔جس نے ۸۱۷ھ سے ۸۵۰ھ بمطابق۔۱۴۵۶ تک حکومت کی۔اس زمانے کا بہترین حصہ جامی نے تعلیم حاصل کرنے میں بسر کیا۔شاہ رخ مرزا کے بعد مرزا ابوالقاسم بابر بن بایسنغر بن شاہ رخ کو خراسان،افغانستان،عراق اور فارس کی حکومت ملی۔اس کی مدت حکومت ۸۵۶ھ تا ۸۶۱ھ بمطابق ۱۴۵۲ ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جامی نویں صدی کے سب سے بڑے ادیب اور شاعر اور ایران کے وہ آخری بڑے صوفی شاعر ہیں جن کا نام انوری،سعدی،مولانا روم،حافظ،خیام اور فردوسی کے ساتھ لیا جا سکتا ہے۔جاؔمی کے بعد ندرت اور جدت رکھنے والے بڑے شاعر سرزمین ایران میں پیدا نہیں ہوئے۔جاؔمی نے نہ صرف شاعری کی ہے۔بلکہ وہ دینی علوم اور ادب و تاریخ میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔

جاؔمی کے اشعار میں شعرائے سلف کا رنگ غالب ہے انھوں نے صوفی شاعروں سے خاص طور پر استفادہ کیا ہے۔اور ان کی روش کی پیروی کی ہے۔لیکن ''ھفت اورنگ'' میں جامی نے خاص طور سے نظامی کی پیروی کی ہے۔غزلوں میں حافظ امیر خسرؔو اور سعدؔی کا رنگ نظر آتا ہے۔

خسرؔو کی طرح جامی بھی تصانیف و تالیف کی کثرت کے اعتبار سے کافی معروف ہیں بعض مورخین اور تذکرہ نگاروں کے مطابق ان کی نثری اور شعری تخلیقات کی تعداد ان کے تخلص ''جامی'' کے حروف کے اعداد کے برابر ہے یعنی ان کی کل تصانیف چوّن (۵۴) ہیں۔

منظوم تصانیف میں ان کا ایک دیوان بھی ہے۔جس میں قصیدے،غزلیں،مرثیے،ترجیع بند،مثنویاں اور رباعیاں ہیں۔جاؔمی نے اپنے دیوان کو تین حصوں میں مقسم کیا ہے۔اور ان کا نام علی الترتیب ''فاتحۃ الشباب''،''اوسط

العقد'' اور'' خاتمہ الحیات'' رکھا ہے۔ جامؔی کی شاعری کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے قصیدے متین، ان کی غزلیں عرفانی، شرین اور دلکش اوزان کی حامل ہیں۔

جامؔی نے مثنوی میں نظامی کو اپنا استاد تسلیم کیا ہے۔اور خمسۂ ''نظامی'' کے جواب میں سات مثنویاں ''ھفت اورنگ'' کے نام سے لکھی ہیں ان مثنویوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ **سلسلۃ الذہب**

۲۔ **سلامان وابسال**

۳۔ **تحفۃ الاحرار**

۴۔ **سبحۃ الابرار**

۵۔ **یوسف زلیخا**

۶۔ **لیلی مجنوں**

۷۔ **خردنامۂ سکندری**

مذکور مثنویوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جامؔی نے نظامی کی خوب پیروی کی ہے۔اور ان کی تصانیف کو اپنے لئے نصب العین قرار دیا ہے۔ جامؔی نے مسمط بھی لکھے ہیں اور نہایت دلنشین اور پراثر مرثیے بھی کہے ہیں۔ان کا ایک نہایت ہی جانگداز مرثیہ ان کے بیٹے صفی الدین کا مرثیہ ہے۔

جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے کہ جامی صرف شاعر ہی نہیں تھے بلکہ دوسرے علوم میں بھی انہیں مہارت حاصل تھی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کی فارسی نثر میں بھی جامی کی کئی کتابیں ہیں۔ان میں سے بعض مشہور ترین کتابیں حسب ذیل ہیں

۱۔ **نقد النصوص، فوائد الضیائیہ فی شرح القافیہ**

۲۔ **نفحات الانس**

۳۔ **لوائح**

۴۔ **لوامع**

۵۔ **شواھد النبوت**

۶۔ **اشعۃ اللمعات**

۷۔ **بہارستان جامؔی، رسالہ متوسط وغیرہ وغیرہ۔**

جامی کی شہرت ایشیائے کوچک تک پھیلی ہوئی تھی ترکی اورعثمانی دربار میں آپکی جومقبولیت تھی وہ سلطان بایزید دوم کے مراسلات سے ظاہر ہوتی ہے جوان کے نام لکھے گئے تھے۔جیسا کہ بادشاہ ہندشاہنشاہ بابر نے جامی کو بڑی عزت وتکریم سے یاد کیا ہے۔اورلکھا ہے کہ " جامی را حاجتی بمدوستائش نیست بلکہ ذکر نام اوازباب تیمنؑ وتبرکاًاست " یعنی مولانا جامی ظاہری اور باطنی علوم میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اورانہیں کسی مدح وستائش کی ضرورت نہیں۔ جامی بہت خودداراورغیورشاعر تھےکبھی کسی جاہ ولالچ کی غرض سے وہ بادشاہوں کی چوکھٹ پرنہیں جھکتے تھےلیکن اس کے باوجودبھی تمام حکمران ان کی عزت واحترام کرتے تھے جامی نے ۸۹۸ھ بمطابق ۱۴۹۲ء بمقام ہرات وفات پائی۔نہایت شان و شوکت کے ساتھ آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اورعلماء وفضلا اورامراوقت کی موجودگی میں سپردخاک ہوئے اپ کی تاریخ وفات کامادہ اس آیت سے نکالا گیا ہے۔''وَ مَن دَخَلَہُ کانَ آمِناً''

6.4 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ جامؔی کی سوانح اوران کی زندگی کےاہم واقعات کاذکر کیجئے۔

2۔ نورالدین جامؔی کی شعری ذوق پر بحث کیجئے

3۔ نورالدین جامؔی کے حوالے سےان کے زمانے میں فارسی شعروادب کا جائزہ پیش کیجئے۔

6.5 امدادی کتب

1۔ تاریخ ادبیات ایران ازڈاکٹر رضازادہ شفق

2۔ فارسی ادب کی مختصرترین تاریخ ازڈاکٹرمحمد ریاض وڈاکٹرصدیق شبلی

3۔ چکیدہ تاریخ ادبیات ایران ازڈاکٹر منظرامام

اکائی نمبر 7 : امیر خسرؔو دہلوی

ساخت

7.1 تمہید

7.2 سبق کا ہدف

7.3 امیر خسرؔو دہلوی

7.4 نمونہ برائے امتحانی سوالات

7.5 امدادی کتب

7.1 تمہید

ہندوستانی شاعری کی تاریخ میں امیر خسرؔو کا نام اس مہرِ نیم روز کی طرح ہے، جس کی ضیا پاشیوں سے یہاں کی بیش از سات سو سالہ ادبی وشعری تاریخ منور ہے، ایسے وقت میں جبکہ اردو زبان ابھی ظہور و نمود کے مرحلے میں تھی یہ اس کی خوش نصیبی کہیے کہ اسے خسرو جیسا عظیم و ہمہ گیر صلاحیتوں سے لیس شاعر و نثر نگار ملا، جس نے ابتدا ہی میں اس کے دامن کو متنوع خوبیوں، رنگینیوں اور کمالات و خصائص سے مالا مال کر دیا۔ ہندوستان کی سماجی، مذہبی و قومی تاریخ میں امیر خسرو صرف اپنے پیر و مرشد خواجہ نظام الدین اولیا سے بے پناہ محبت و شیفتگی کا استعارہ ہی نہیں؛ بلکہ علمی، ادبی و فنی حیثیت سے فارسی و ہندوستانی شاعری کا امام اور اردو زبان و ادب کا معمارِ اولیں بھی ہے، اردو زبان جس لسانی، تہذیبی و معاشرتی تنوع کی نمایندگی کرتی ہے، اس کی اساس دراصل امیر خسرو نے ہی رکھی تھی؛ چنانچہ ان کے یہاں اس کے مظاہر بھرپور توانائی، خوب صورتی اور دل کشی کے ساتھ نظر آتے ہیں، انھوں نے اپنی شاعری میں عربی، فارسی، پنجابی اور ہندی

کے الفاظ کو اس خوبی سے برتا کہ وہ امر ہو گئے اور ہندوستان ہی نہیں، جہاں جہاں امیر خسرو کے اشعار پہنچے وہاں کے خاص و عام کے ورد ِزبان ہو گئے۔

7.2 سبق کا ہدف

اس سبق میں طوطی ہند (امیر خسرؔو) کے حالات زندگی اور خسرؔو کے کلام کی خصوصیات کر ذکر کیا گیا ہے۔ اردو زبان جس کے لسانی، تہذیبی و معاشرتی تنوع کی نمایندگی کا سہرہ امیر خسرؔو کے سر پر رکھا جاسکتا ہے، طلبا کے لئے خسرو کو پڑھنا اور سمجھنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس اکائی سے حد درجہ تک طلباء کو خسرو کے جاننے میں مدد ملی گی۔

7.3 امیر خسرؔو دہلوی

امیر خسرؔو کے والد سیف الدین محمود لاچین قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ترکستان کا شہر کش آپ کا وطن تھا۔ فتنہ تاتار میں وطن سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے اور پٹیالی میں مقیم ہو گئے۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ یہ لوگ کب ہندوستان آئے لیکن تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ امیر خسرؔو کے والد سلطان شمس الدّین التمش کی فوج میں ایک ذمہ دار عہدے پر فائز تھے۔ سلطان نے فوجی خدمات کے صلے میں سیف الدین محمود امیر خسرو کے لقب سے نوازا اور پٹیالی میں جاگیر بھی عطا کی۔ سیف الدین کی شادی افسر اعتماد الدولہ کی بیٹی سے ہوئی، جس سے امیر خسرو ۶۵۱ ھ بمطابق ۱۲۵۳ء میں پیدا ہوئے۔

چونکہ خسرؔو کے والد عالم اور اہل فضل تھے۔ چنانچہ خسرؔو نے بھی علوم وفنون کی تحصیل شروع کر دی۔ اور اپنی قومی زبان فارسی میں گہری استعداد بہم پہنچا کر فارسی آثار و اشعار کے مطالعہ میں گہری دلچسپی پیدا کی۔ جوانی سے ہی شعر کہنے لگے اور بڑی کثرت سے شعر کہے۔ آپ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ درجہ اول کے شاعر تھے۔

بہر حال جب خسرؔو نے ہوش سنبھالا تو والد نے ان کو مکتب میں بٹھایا اور خوش نویسی کی مشق کے لئے مولانا سعد الدین خطاط کو مقرر کیا۔ لیکن خسرؔو کو پڑھنے اور لکھنے کے بجائے شعر گوئی کی دھن زیادہ تھی چناچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بچپن ہی سے شعر کہنے لگے۔ ان کے اشعار کو جب اس دور کے استاد سخن خواجہ عزیز الدین نے سنا تو وہ حیرت زدہ ہو گئے۔

رفتہ رفتہ امیر خسرؔو کی شاعری کی شہرت دھوپ اور چاندنی کی طرح پورے ہندوستان میں پھیل گئی، ان کی

شاعرانہ شہرت سے متاثر ہوکر غیاث الدین بلبن کے درباری امیر کتلوخ خان نے ان کو اپنے یہاں ملازم رکھا۔اس کے بعد انھوں نے غیاث الدّین بلبن کے بیٹے بغرا خان کی ملازمت اختیار کی امیر خسؔرو کو جگہ دی اور اس کی فرمائش پر انھوں نے مثنوی قرآن السعدین تصنیف کی۔

ہندوستان میں جب خلجی خاندان کی حکومت قائم ہوئی تو امیر خسرو نے جلال الدین خلجی کے دربار میں ملازمت اختیار کر لی۔جلال الدین خلجی کے قتل کے بعد علاء الدین خلجی تخت نشین ہوا۔اس نے بھی امیر خسرو کی بڑی قدر کی۔علاالدین خلجی کا بیٹا قطب الدین مبارک جب بادشاہ ہوا تو امیر خسرو نے اس کے نام پر نہ سپہر مثنوی لکھی۔اس مثنوی سے بادشاہ بہت خوش ہوا۔اور امیر خسرو کو ہاتھی کے برابر تول کر روپے انعام میں دیئے۔امیر خسرو اپنی شاعری کا اعتراف اپنے دیوان "تحفۃ الصغر " کے دیباچے میں اس طرح سے کرتا ہے:

> ’’میں بارہ سال کا تھا کہ بعض شعرا کی خاص خاص بحروں میں طبع آزمائی کرتا تھا۔شعرا اور علما میری فنی صلاحیتوں کو دیکھتے تو حیران ہوتے ان کی حیرت سے میری حوصلہ افزائی ہوتی۔۔۔"

امیر خسؔرو صرف شاعر ہی نہ تھے بلکہ وہ ایک بزرگ صوفی بھی تھے۔انھوں نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ہاتھ پر بعیت کی تھی اور انہی کے چراغ معرفت کی روشنی میں تصوف کی منزلیں طے کیں۔وہ خواجہ صاحب کے بے حد معتقد تھے اور خواجہ بھی ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔جب امیر خسرو بنگال میں تھے۔تو انہیں خواجہ صاحب کی موت کی خبر ملی، وہ فوراً دہلی آئے مرشد کے مزار شریف کے مجاور بن گئے۔لیکن وہ زیادہ دنوں تک اپنے پیر طریقت کی جدائی برداشت نہ کر سکے۔اور چھ ماہ بعد ۷۲۵ھ میں انتقال فرما گئے۔

تصنیفات:۔جامی نے نفحات الانفس میں لکھا ہے کہ امیر خسؔرو نے ۹۲ کتابیں تصنیف کیں، یہ بھی مشہور ہے کہ امیر خسؔرو نے خود کئی کتابوں میں ذکر کیا ہے کہ میرے اشعار پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ ہیں اوحدی نے عرفات میں لکھا ہے کہ امیر کا کلام جس قدر فارسی میں ہے اس سے زیادہ ہندی میں ہے۔

قصائد کے دیوان:۔آپ نے پانچ دیوان مرتب کئے جو سلاطین دہلی کے قصائد پر مشتمل ہیں۔

1۔ تحفۃ الصغر ،آپ کے قصائد کا پہلا دیوان ہے جو ۶۷۱ھ بمطابق ۱۲۷۲ء میں تصنیف ہوا۔اس میں ۱۶ سے ۱۹ برس کا کلام ہے۔اس میں کل ۳۵ قصائد، پانچ ترجیع بند اور ترکیب بند، متعدد قطعات اور ایک چھوٹی مثنوی ہے۔شروع میں وہ سلطانی تخلص کرتے تھے۔

2۔ وسط الحیات: یہ تقریباً ۱۲۸۵ء میں مرتب ہوا۔اس میں بیس سے تیس سال تک کا کلام ہے۔اس دیوان کے اکثر قصائد محمد قآن شہید، بقراخان اور قلوخان کی مدح میں ہیں۔

3۔ **غرۃ الکمال**

4۔ **بقیہ نقیہ**

5 **نہایت الکمال۔**

مثنویاں:۔امیر خسرو کی یادگار دس مثنویاں بھی ہیں جن میں سے پانچ تاریخی مثنویاں ہیں،اور پانچ نظامی گنجوی کی تقلید میں لکھی گئی ہیں۔

1۔ مطلع الانوار

2 شیریں خسرو

3 لیلی مجنوں

4 آیینہ سکندری

5 ہشت بہشت قابل ذکر ہیں۔

امیر خسرؔو کی غزل گوئی:۔ غزل گوئی میں امیر خسرو کے پیش رو سعدی شیرازی ہیں،آپ کی شاعری کا شباب عین اس وقت شروع ہوا، جب سعدی اپنے دورِ شباب سے گزر چکے تھے،سعدی نے شیراز میں بیٹھ کر جو نغمہ سرائی کی،اس سے ہند کے اربابِ ذوق نے خوب لطف بھی اٹھایا اور بقدرِ ظرف استفادہ بھی کیا؛ چنانچہ خسرو نے بھی غزل گوئی میں شیخ سعدی کی پیروی کی؛اس وجہ سے انھیں طوطیِ ہند بھی کہا گیا۔البتہ انھوں نے غزل میں تقلیدِ محض نہیں کی ؛ بلکہ بہت سی نئی

باتیں، حسن وکشش کے نئے مظاہر، دل کشی و جاذبیت کے مختلف پہلو بھی تلاش کیے۔ بقول علامہ شبلی نعمانی خسرو کی غزلیات، معاملاتِ عشق کے بیان، اسلوب کی جدت، عجز و نیاز، زبان کی نرمی اور شیرینی، خیالات کی سادگی، بحروں کے ترنم کی وجہ سے نہایت دل پسند ومقبول ہیں۔

سوزوگداز:

سعدی نے غزل کو اس کے مزاج کے مطابق لہجہ بخشا اور اس کے دامن کو وسیع تر کیا، اس لیے انھیں فارسی غزل کا مقتدا اور امام مانا جاتا ہے، امیر خسرو نے اپنی غزلوں میں ان کی پیروی کی اور ساتھ ہی اپنی فکری زرخیزی کی بہ دولت فارسی غزل میں نئی خصوصیات بھی سموئیں، شدتِ جذبات واحساسات، حسن وعشق کے معاملات، قلبی واردات، محبوب کی بے نیازی وناز آفرینی، عاشق کی نیازمندی وخاکساری، فراق کی اذیتیں اور جوش وحرارت ان کی غزلوں میں بہ تمام و کمال موجود ہیں، بقول شبلی نعمانی: ''سوز وگداز کے خیالات جب وہ ادا کرتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ آگ سے دھواں اٹھ رہا ہے''۔ (شعرالعجم، ج: دوم، ص: 170) مثال کے طور ایک شعر ملاحظہ ہو:

می روی وگریہ می آید مرا
ساعتے بنشیں کہ باراں گزرد

محبوب کی بے رخی اور چھوڑ کر چلے جانے پر عاشق کی آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا معمول کا واقعہ ہے؛ لیکن اس کے بیان کا جو انداز خسرو نے اختیار کیا، اس نے اس شعر میں ایک خاص قسم کی جاذبیت، اثرانگیزی اور معنویت پید کر دی ہے۔ تمھارے جانے کی وجہ سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، کچھ دیر رک جاؤ کہ بارش تھم جائے۔

جدتِ اسلوب:

جدتِ اسلوب غزل کے حسن و جمال اور اس کی جامعیت وکمال کا اہم ترین وسیلہ ہے۔ فارسی شاعری میں شیخ سعدی اس کے موجد کہے جاتے ہیں؛ لیکن امیر خسرو نے اس میں جو نئے نئے رنگ بھرے، ان کا پہلے کی شاعری میں تصور بھی نہیں تھا، مثلاً محبوب کی گراں قدری کو بیان کرنے کے لیے یہ اسلوب کس کے ذہن میں آیا ہوگا؟

ہردو عالم قیمتِ خود گفتہ اِی

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

شاعرمحبوب سے مخاطب ہے کہ تم نے دونوں جہانوں کو اپنی قیمت قرار دیا ہے؛لیکن تمھارے حسن وکشش، دل فریبی ودل ربائی کے سامنے تو یہ قیمت بھی کم ہے؛اس لیے اپنی قیمت میں اضافہ کرو۔ معشوق ظلم وستم، بے رخی و بے وفائی کرنے کے باوجودمحبوب ہے،اس مضمون کو بیان کرنے کا یہ انوکھا انداز:

جاں زتن بردی ودرجانی ہنوز

دردہا دادی ودرمانی ہنوز

محبوب کے سامنے خودسپردگی کےلطیف وکیف آگیں احساسات کو بیان کرنے کا یہ خوب صورت اسلوب بھی خسروکاامتیاز ہے:

خسرو بہ کمندِ تو اسیر است

بیچارہ کجا رود زکویت

خسروتوتمھارے کمندِ محبت کا قیدی ہے، بے چارہ تیری گلی سے نکل کر کہاں جائے۔اس شعرمیں جوعاشق کا عجزونیاز،طرزِاظہار کا بے ساختہ پن اور خلوص کا وفور ہے وہ صرف محسوس کیا جاسکتا ہے۔

تشبیہات:

امیرخسروکی غزلوں میں تشبیہات کی بہتات ہے اور سبھی تشبیہات طبع زاد ہیں،ان کی شاید ہی کوئی غزل ایسی ہو،جس میں یہ وصف نہ پایا جاتا ہو، پھرچوں کہ خسروہندوستان کے پروردہ ہیں؛اس لیے انھیں ہندی ماحول سے تشبیہات کے کچھ ایسے مظاہر بھی مل جاتے ہیں، جوعموماً فارسی شاعری میں نہیں نظرآتے،مثلاً فارسی شاعری میں عام طور پر محبوب کی رفتارکومورکے خرام سے تشبیہ دی جاتی ہے؛لیکن خسروکوکبوترکی مستانہ چال میں بھی وہی کیف ومستی نظرآتی ہے:

خرامِ آں صنم نازنیں بعیارے

کبوترے بخرام آمدہ است پندارے

منظر کشی:

منظر کشی بھی غزل کا ایک اہم وصف ہے اور اس میں شاعر کی قوتِ ادراک و تخیل کا اہم کردار ہوتا ہے، شاعر جتنا زیادہ فطرت کی دل فریبیوں سے آگاہ ہوگا، مناظرِ فطرت کا جمال جس قدر اس پر آشکار ہوگا، اس کی منظر کشی اتنی ہی با معنی اور خوب صورت ہوگی۔ امیر خسرو اس میں بھی صاحبِ کمال ہیں اور انھوں نے اپنی غزلوں میں جو منظر کشی کی ہے، بلاشبہ ان میں ظاہری و معنوی حسن و خوب صورتی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، مثلاً یہ شعر:

بادِ صبا چو از رخِ او زلف در ربود
ابرِ سیہ کشادہ شد و آفتاب کرد

بادِ صبا کے جھونکے نے جب محبوب کے چہرے سے زلف کو ہٹا دیا تو ایسا لگا کہ گویا بادل چھٹنے کے بعد سورج نکل آیا ہو۔ اس شعر میں محبوب کی زلف کو بادل اور اس کے چہرے کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے اور ساتھ ہی چہرے سے زلف کے ہٹنے کے منظر کو اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ قاری عش عش کیے بنا نہیں رہتا۔

معاملہ بندی:

معاملاتِ عشق کے بیان کو بقول مولانا شبلی نعمانی اہلِ لکھنؤ معاملہ بندی کہتے ہیں اور مولانا آزاد نے امیر خسرو کو معاملہ بندی کا موجد قرار دیا ہے:

خوش آں زمانے کہ بہ رویش نظرِ خفتہ کنم
چو سوئے من نگرد او نظر بگردانم

وہ وقت بہت ہی لطف انگیز ہوتا ہے، جب میں اسے دز دیدہ نظروں سے دیکھتا ہوں؛ لیکن جب وہ میری طرف دیکھتا ہے، تو میں نظریں جھکا لیتا ہوں۔

موسیقی:

موسیقی میں تو امیر خسرو امامِ وقت تھے، سو انھوں نے جہاں اپنی شاعری میں الفاظ و اسلوب کی خوب صورتی پر توجہ مرکوز کی ہے، وہیں موسیقیت اور ترنم پر بھی زور دیا ہے، ان کے زیادہ تر اشعار میں غنائیت کا ایک خاص

عنصر پایا جاتا ہے، جس سے سامع یا قاری کے وجدان پر کیف و سرمستی طاری ہوجاتی ہے اور وہ جھومنے لگتا ہے، ان کے اشعار زیادہ تر چھوٹی بحروں میں ہیں اور اس کے ذریعے انھوں نے ان اشعار میں روانی، سلاست اور ترنم ریزی پیدا کرنے کی شعوری کوشش کی ہے۔

مضمون آفرینی:

مضمون آفرینی سبکِ ہندی کی خصوصیت ہے اور فارسی شاعری میں یہ کمال اسمٰعیل کی ایجاد ہے؛ لیکن ان کی مضمون آفرینی قصائد تک محدود ہے، غزل میں مضمون آفرینی کے موجد امیر خسرو ہیں، مثلاً ان کا ایک شعر ہے:

زہے عمرِ درازِ عاشقاں گر
شبِ ہجراں حسابِ عمر گیرند

اگر عاشقوں کی عمر میں ہجر و فراق کی رات کو بھی شامل کرلیا جائے تو ان کی عمر بہت ہی دراز ہوجائے گی۔ مرزا غالب نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا ہے:

کب سے ہوں کیا بتاؤں جہانِ خراب میں
شب ہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں

بیان کا تسلسل:

غزل کا یہ عیب شمار کیا جاتا ہے کہ اس کے مضامین میں تسلسل نہیں ہوتا، نہ قدما کی شاعری میں تسلسل نظر آتا ہے اور نہ متاخرین کی غزلوں میں ایسا ہوا، قصیدے مدح کے لیے مخصوص ہیں، مثنوی اخلاقیات یا قصے کہانیوں کے لیے ہیں اور ان میں موضوع و مضمون کے لحاظ سے تسلسل ہوتا ہے؛ لیکن اگر غزل میں معاملاتِ حسن و عشق کو تفصیل سے بیان کرنا ہو، تو اس صورت میں مضامین و معانی کے تسلسل کی داغ بیل امیر خسرو نے ڈالی، کسی مخصوص کیفیت کے سحر میں ڈوب کر پوری غزل لکھ جاتے ہیں۔ (شعر العجم، ج: دوم)

اس کے علاوہ تصوف کے نکتے، صنائع و بدائع، روزمرہ اور عام بول چال کی زبان کا بخوبی استعمال بھی

امیر خسرو کی شاعری کے نمایاں اوصاف ہیں، سادی زبان اور سہل اسلوب میں اخلاقیات کی تلقین وتعلیم پر بھی انھوں نے ہزاروں اشعار میں زور دیا ہے، عربی و پنجابی، سنسکرت زبانوں سے بھی انھیں بھر پور واقفیت تھی، سوانھوں نے جا بجا ان زبانوں کے الفاظ بھی بخوبی استعمال کیے ہیں اور جوان کے لاکھوں ہندوی یا ہندوستانی زبان کے اشعار ہیں، وہ اگر چہ محفوظ نہیں کیے جا سکے، مگر جو کچھ بھی سینہ بسینہ محفوظ رہ گئے، وہ ہندوستانی شاعری کو نئے آفاق تک پہنچانے کے ساتھ اردو زبان وشاعری کی بنیاد واساس بن گئے۔ایک شعر میں دو الگ الگ زبانوں کا استعمال بھی امیر خسرو کے یہاں بہت ہی بھلا اور خوب صورت معلوم ہوتا ہے، اس حوالے سے ان کی ایک معروف غزل کے چند اشعار:

زحالِ مسکیں مکن تغافل ڈرائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تابِ ہجراں ندارم اے جاں، نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں

(اس غریب کے حال سے تغافل مت برت، باتیں بنا کر آنکھیں نہ پھیر، میری جان اب جدائی کی تاب نہیں، مجھے اپنے سینے سے کیوں نہیں لگا لیتے)

شبانِ ہجراں درازچوں زلف وروزِ وصلت چو عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

(جدائی کی راتیں زلف کی مانند دراز اور وصال کے دن عمر کی مانند مختصر ہیں، اے دوست محبوب کو دیکھے بنا یہ اندھیری راتیں کیوں کر کاٹوں؟)

یکا یک از دل دو چشم جادو بصد فریبم بہ برد تسکیں
کسے پڑی ہے، جو جا سنائے پیارے پی کو ہماری بتیاں

(پلک جھپکنے میں وہ دو جادو بھری آنکھیں میرے دل کا سکون لے اُڑیں، اب کسے پڑی ہے کہ جا کر محبوب کو ہمارے دل کا حال سنائے)

چوں شمعِ سوزاں، چوں ذرہ حیراں ہمیشہ گریاں بہ عشق آں ام
نہ نیند نیناں، نہ اَنگ چیناں، نہ آپ آویں، نہ بھیجیں پتیاں

(میں عشق میں جلتی ہوئی شمع اور ذرہ حیراں کی طرح مسلسل گریہ کناں ہوں، نہ آنکھوں میں نیند، نہ تن کو چین؛ کیوں کہ نہ تو وہ خود آتے ہیں اور نہ کوئی پیغام بھیجتے ہیں)

اعترافِ کمال:

خسرو کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف ان کے معاصر عظیم شعرا نے کیا ہے، مؤرخین وادبا نے انھیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، متاخرین نے ان کے شعری سرمایے سے استفادہ واستفاضہ کے ذریعے اپنی شاعری کے چراغ روشن کیے ہیں، اردو شاعری اور اردو زبان کو ان سے فکر ونظر کی بنیادیں حاصل ہوئیں، یہی اسباب ہیں کہ آج کم وبیش ساڑھے سات سو سال کا طویل ترین عرصہ گزر جانے کے باوجود ہندوستانی وفارسی شعری وادبی دنیا ان کی بارگاہِ عظمت کے سامنے تعظیماً جھکی ہوئی ہے۔

فارسی شاعری میں حافظ شیرازی کا مقام ومرتبہ خود بہت بلند ہے، مگر وہ بھی خسرو کے عقیدت کیش ہیں، اسی عقیدت کے زیر اثر انھوں نے خسرو کی منتخب غزلیات کا ایک قلمی نسخہ بھی تیار کیا تھا۔ اس کے علاوہ حافظ نے غیاث الدین حاکم بنگال کو جو غزل بھیجی تھی، اس کے ایک شعر میں امیر خسرو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند
این قدر پارسی کہ بہ بنگالہ می رود

عرفی لکھتا ہے:

بروحِ خسرو ازیں پارسی شکر دارم
کہ کامِ طوطی ہندوستاں شود شیریں

''جواہر الاسرار'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ شیخ سعدی خسرو سے ملاقات کے لیے دہلی تشریف لائے تھے، علامہ شبلی نعمانی تاریخی حقائق کی وجہ سے اس واقعے کی تردید کرتے ہیں، البتہ یہ بالکل درست واقعہ ہے کہ جب ہندوستان کے بادشاہ نے شیخ سعدی کو بلا بھیجا، تو انھوں نے بڑھاپے کی وجہ سے آنے سے معذرت کر دی اور ساتھ ہی یہ

کہا کہ: ''خسرو جوہرِ قابل ہیں، ان کی تربیت کی جائے''۔ اس وقت خسرو کی عمر محض تیس بتیس برس تھی۔ (شعرالعجم، ج: دوم، ص: 143) ان کے علاوہ امیر حسن علا سجزی، جو خسرو کے معاصر اور اساتذہ غزل میں سے تھے، اپنے کلام کا خسرو سے موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

خسرو ازراہِ کرم بہ پذیرد
آنچہ من بندہ حسن می گویم
سخنم چوں سخنِ خسرو نیست
سخن ایں است کہ من می گویم

ملا عصمت بخاری و بابا خجندی بھی خسرو کے مداح ہیں، کاتبی نیشاپوری کہتے ہیں:

میر خسرو را علیہ الرحمہ شب دیدم بخواب
گفتم ایں عصمت ترا ایک خوشہ چینِ خرمن است
شعرِ او چوں شعرِ تو اندر جہاں شہرت گرفت
گفت با کے نیست شعرِ او ہماں شعرِ من است

مولانا جامی نے ''بہارستان'' میں ان کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے، مؤرخین میں ضیاء الدین برنی جوان کے معاصر تھے، انھوں نے ''تاریخِ فیروز شاہی'' میں بڑے وقیع الفاظ میں امیر خسرو کا ذکر کیا ہے، صوفیا کے طبقے میں داراشکوہ نے ''سفینۃ الاولیا'' میں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے محدث کی حیثیت سے اپنی ایک تحریر میں امیر خسرو کا ذکر کرتے ہوئے انھیں سلطان الشعرا، برہان الفضلا، یگانہ عالم در وادیِ سخن کے خطابات سے یاد کیا ہے، تذکرہ نویسوں میں فرشتہ، دولت شاہ سمرقندی، آزاد بلگرامی نے خسرو کے فضل و کمال پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

7.4 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ امیر خسرو کے سوانحی کوائف قلم بند کیجیے۔

2۔ اردو زبان کی اساس امیر خسرو نے ہی رکھی تھی، کی وضاحت کیجیے۔

3۔ امیر خسرو کے کلام میں ہندوستانی زبانوں کے الفاظ کس حد تک استعمال ہوئے ہیں کی وضاحت پیش کریں۔

7.5 امدادی کتب

1۔ تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر رضا زادہ شفق

2۔ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ از ڈاکٹر محمد ریاض وڈاکٹر صدیق شبلی

3۔ چکیدہ تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر منظر امام

4۔ ادب نامہ ایران از مرزا مقبول بیگ بدخشانی

5۔ امیر خسرو عہد فن اور شخصیت از عرش ملسیانی

اکائی نمبر 6 : حافظؔ شیرازی

حافظ شیرازی آٹھویں صدی ہجری کے شروع میں ۷۲۶ھ کے قریب شیراز میں پیدا ہوئے۔ان کا پورا نام شمس الدین محمد، تخلص حافظ اور لقب لسان الغیب تھا۔تذکروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد کا نام بہاء الدین تھا۔جو فارس کے سلفری اتابکوں کے عہد میں اصفہان سے ہجرت کر کے شیراز چلے گئے تھے۔خواجہ حافظ کی والدہ کازرون کی رہنے والی تھیں۔

خواجہ حافظ نے مروجہ علوم کی تحصیل اپنے وطن میں ہی حاصل کی۔ان کی والدہ کازرون کی رہنے والی تھیں حافظ اپنے عہد کے علماء کی مجلسوں میں درس پا کر ایک بلند مقام پر پہنچ گئے ان کے استادوں میں ایک قوام الدین عبداللہ (متوفی ۷۷۳ھ) بھی تھے۔حافظ قرآن ہونے کی نسبت سے حافظ نے اپنا تخلص حافظ اختیار کیا۔آپ کے کلام میں جو تاثیر ہے ،اسے وہ قرآن خوانی ہی کا فیض قرار دیتے ہیں۔

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ

بہ قرآنی کے اندر سینہ داری

آپ کے والد بہاالدین اصفہان کے تاجر تھے۔تجارت کی غرض سے اصفہان چھوڑا اور شیراز میں آبسے یہ وہ زمانہ ہے جب صوبہ فارس میں اتابکان فارس کی حکومت تھی۔حافظ ابھی عالم طفلی ہی میں تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔بچپن میں ہی کسب معاش کا بوجھ آپڑا۔چناچہ آپ نے ایک خمیر ساز کے ہاں نوکری ختیار کر لی اور وہاں سے جو انہیں ملتا تھا اس سے گزر اوقات چلتا تھا۔

حافظ نے علم حکمت شمس الدین عبداللہ شیرازی کی صحبت میں رہ کر حاصل کی۔تذکرہ نویسوں کے مطابق قاضی عضدالدین عبدالرحمٰن سے بھی انھوں نے تعلیم حاصل کی جو اس عہد کے نامور علماء اور حکماء میں شمار ہوتے تھے۔

حافظ کا زمانہ بڑے انقلاب اور خونریزی کا زمانہ تھا لیکن اس کے باوجود اس زمانے میں علماء وفضلا صوفیا واولیاء اور شعراء وادباء فارس میں بکثرت موجود تھے۔اسی وجہ سے حافظ کی سخن فہمی کا دریرہ وسیع تھا۔حافظ ابوالاسحاق کی حکومت

کے زوال پر بہت ہی دردناک شعر لکھے ہیں۔آل مظفر میں مبارز الدین کا بیٹا شاہ شجاع اوراس خاندان کا آخری حکمران شاہ منصور خاص طور پر حافظ کے ممدوح رہے۔ایران کے باہر کے جن بادشاہوں کا نام حافظ نے اپنے کلام میں لیا ہے ان میں ایک جلائریوں یاایلکانی سلاطین کے حکمران سلطان احمد بن شیخ اویس بن حسن کا نام بھی شامل ہے۔

تاریخ فرشتہ میں مرقوم ہے کہ دکن کی بہمنی سلاطین کے پانچویں حکمران محمد شاہ بن حسن نے اپنے ملک میں بلانا چاہا۔حافظ دکن جانے کے لئے کشتی میں سوار بھی ہوئے لیکن کشتی طوفان میں پھنس گئی۔لہذا حافظ ساحل پر اتر گئے اور واپس ہوگئے اور دکن نہیں جاسکے۔سعدی کی طرح حافظ نے لمبے لمبے سفر نہیں کئے پوری عمر میں ایک مختصر سا سفر انہوں نے بندرگاہ ہرمز تک اور ایک سفر نیرو تک کیا تھا۔باقی عمروہ شیراز میں مقیم رہے اوراس کی شہر صفائی حسن وزیبائی اوراس کے مقام گلگشت اور دریائے رکن آباد کے ساحل سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے رہے۔

وفات :۔ حافظ شیرازی کی وفات ۷۹۱ھ مطابق ۱۲۸۸ء میں ہوئی اور اپنی محبوب سیر گاہ مصلی میں دفن ہوئے،کسی خوش فکر شاعر نے تاریخ وفات خاک مصلی سے نکالی ہے۔اسی نسبت سے اب اہل ایران مصلی کو خاک مصلی کہنے لگے ہیں۔

تصنیف:۔حافظ کی زندہ جاوید یادگار آپ کا دیوان ہے۔جوان کی ایک شاگرد اور دوست محمد گل اندام نے مرتب کیا تھا۔دیوان،غزلیات،قصائید،قطعات اور چند رباعیوں پر مشتمل ہے۔

حافظ کا تغزل:۔ جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے خواجو کرمانی نے جزبہ اور فکر کے امتزاج سے جو جدت غزل میں پیدا کی اس پر حافظ نے کلام کی بنیاد رکھی۔اس لحاظ سے گویا حافظ نے بھی سبک عراقی کی پیروی کی ہے۔صنائع و بدائع جنھیں محسنات شعری کہا جاتا ہے۔سبک عراقی کا خلاصہ ہے۔حافظ نے بھی اپنے کلام کو محسنات شعری سے زینت دی ہے۔لیکن صنائع و بدائع سے کچھ اس طرح سے کام لیا ہے کہ جذبات و واردات کے اظہار کو اس سے زیادہ مدد ملی۔اس وجہ سے ایران کے جدید محققین نے حافظ کی سبک شعری کے لئے سبک فارسی کی نئی اصطلاح واضع کی ہے۔جوانہی کی لئے مخصوص ہے۔

خصوصیات:۔حافظ کے تغزل پر سیر حاصل بحث کرنا اس مختصر سے تزکرے میں ممکن نہیں البتہ چند اہم

خصوصیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

1۔ امیر پسندی،آپ کے تغزل کی سب سے بڑی خوبی امیر پسندی ہے۔

2۔ بلند ہمتی کی تلقین ،حافظ کے تغزل کی ایک دوسری امتیازی خصوصیت بلند ہمتی اور فراق دلی ہے۔ان کا خیال ہے کہ انسان کو ہرگز نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ وہ گردش افلاک کا اسیر ہے۔

3۔ آزادہ روی، حافظ علائق دنیا سے آزاد تھا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حکمرانوں کے قصیدے بہت کم کہے۔حافظ کی فصاحت کلام کا بڑا سبب یہ ہے کہ ان کے کلام میں روزمرہ اور محاورے نہایت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔مثال کے طور پر ان کا یہ شعر:

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چین

کین جا ہمیشہ یاد بدست است دام را

درجہ بالا خوبیوں کے علاوہ ،خوش نوائی ، بندش کی چستی ،شوخی وظرافت اور تسلسل مضامین بھی ان کی خصوصیات شاعری میں سے ہیں۔جو ان کے کلام میں بیشتر مشاہدہ ہوتے ہیں۔مختصر یہ کہ ان کی تمام خوبیوں کی روشنی میں ہم کہ سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب غزل سرا کی حیثیت سے تمام فارسی غزل گوشعراء میں ایک ممتاز اور بلند مقام کے حامل ہیں۔

امدادی کتب:

ا۔ تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر رضا زادہ شفق

۲۔ ادب نامہ ایران از مرزا مقبول بیگ بد

۳۔ چکیدہ تاریخ ادبیات ایران از ڈاکٹر منظر امام

۴۔ نیا ایرانی ادب از ظہور الدین احمد

اکائی نمبر 6 : شیخ سعدی شیرازیؔ

ایلخانی فتنہ کے ہاتھوں جب سرزمین ایران بیگناہوں کے خون سے لالہ زار بنی گھر ویران اور مسجدیں تباہ ہوئیں۔علم وادب کے مرکز فنا ہوئے ، کتاب خانے نذر آتش ہوئے۔عین اسی زمانے میں ایک نادار روزگار ہستی وجود میں آئی، جس کے ادبی کارناموں نے اہل ایران کے مجروح دلوں پر مرہم کا کام کیا۔ یہ بزرگوار ہستی شیخ سعدیؔ علیہ الرحمتہ ہیں۔

شیخ سعدیؔ شیراز میں پیدا ہوئے۔سال پیدائش کسی قدیم تذکرے میں نہیں ملتا۔ایران کے ایک جدید سوانح نگار احسان مقتعد لکھتے ہیں کہ سعدی تقریباً ۵۸۰ھ بمطابق ۱۱۸۴ء میں پیدا ہوئے۔لیکن اگر ان کی وفات، جیسا کہ تذکرہ نویس لکھتے ہیں ۶۵۰ھ بمطابق ۱۲۸۲ء کے لگ بھگ ہوئی تو ان کی عمر ایک سو سال ہوتی ہے۔لیکن کسی تذکرے سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے اتنی طویل عمر پائی ہو۔اس لئے سال پیدائش درست معلوم نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں آپ کے بعض اشعار ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔مثلاً

ای کہ پنجاہ رفت و در خوابی
مگر این پنج روز در یابی

یہ شعر ''گلستان'' کا ہے جس کا سال تکمیل ۶۵۶ھ بمطابق ۱۲۵۸ء ہے۔لفظ ''پنجاہ'' اگر حقیق معنی میں استعمال ہوا ہوتو کہا جا سکتا ہے کہ آپ کا سال ولادت ۶۰۶ھ بمطابق ۱۲۰۹ء ہے۔

نام:۔ احسان مقتعد نے بعض دوسرے تذکروں کے مطابق آپ کا نام مصلح الدین لکھا ہے۔لیکن پروفیسر براؤن نے سعدیؔ کی کلیات کے قدیم ترین نسخہ کے حوالے سے جو انڈیا آفس میں موجود ہے۔آپ کا نام مشرف الدین بن مصلح الدین عبداللہ لکھا ہے۔

ابتدائی تعلیم:۔آپ کا خاندان علم وفضل کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔اس خاندان کے اکثر افراد علمائے دین تھے۔جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں۔

ہمہ قبیلہ من عالمان دین بودند
مرا معلم عشق تو شاعری آموخت

آپ نے ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔لیکن یہ سلسلہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔کیونکہ آپ بچپن میں ہی پدری محبت ست محروم ہو گئے۔جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں۔

مرا باشد از درد طفلان خبر
کہ در طفلی از سر برفتم پدر
من آنگہ سہ تاجور داشتم
کہ سردر کنار پدر داشتم

والد کی وفات کے بعد آپ نے شیراز کے علماء سے تحصیل علوم کی۔اس زمانے میں طالب علم کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا تھا کہ تعلیم کے سلسلے میں دور دراز کا سفر بھی کرے۔چنانچہ آپ شیراز سے چل کر بغداد آئے اور ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی جیسے مشہور استاد سے تعلیم حاصل کی۔ان کے علاوہ یگانہ روزگار عارف شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی آپ نے کسب فیض کیا۔

سیاحت:۔سعدی شیرازی کے سینے میں بے چین اور بے قرار دل تھا۔اس لئے آپ کسی ایک جگہ کے قیام پر مطمئین نہ ہو سکتے تھے۔تعلیم سے فراغت پا کر اب وہ اطرافِ عالم کو دیکھنے کے آرزو مند تھے۔ذیل کے اشعار کی اسی آرزو کی ترجمانی کرتے ہیں۔

ہیچ یارمدہ خاطر و ہیچ دیار

کہ بروبحرفراخ ست وآدمی بسیار

چو ما کیان بدرخانہ چند بینی جور

چرا سفر نکنی چون کبوتر طیار

بغداد سے نکل کر آپ نے سیر وسیاحت شروع کی اور شام، فلسطین، مکہ معظّمہ، ایشیائے کوچک اور شمالی افریقہ تک وہ آئے۔ کہا جاتا ہے آپ نے دوران سیاحت کے طویل عرصے میں چودہ حج کئے۔ بوستان کی بعض حکایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ترکستان اور ہندوستان کا بھی سفر کیا۔

اس طویل سیاحت میں سعدی نے خصائص انسانی حاصل کرنے اور زمانے کی نیرنگیوں کا مطالعہ کرنے میں عمر صرف کردی یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے کلام میں اخلاق انسانی کی نہایت موثر تصویر کشی کی ہے۔

سیاحت کے دوران آپ کو پریشانیوں کا جو سامنا ہوا۔ اس سے نہ صرف آپ کو صبر تحمل کی قوت حاصل ہوئی بلکہ آپ کی طبعیت میں گداز بھی پیدا ہوا۔ اسی گداز کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ کے کلام میں بہت اثر پایا جاتا ہے۔ جو پڑھنے والوں کے دماغ پر سحر کر دیتا ہے۔

وطن واپسی:۔ سعدؔی کے طویل عرصہ وطن سے باہر رہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ شیراز اور گردونواح کے علاقوں میں امن وامان نہ تھا۔ یہ زمانہ مظفرالدین سعد بن فرنگی کی حکومت کا تھا۔۶۲۳ھ بمطابق ۱۲۳۶ء میں سعد فوت ہوا تو عنان حکومت اس کے بیٹے مظفرالدین ابوبکر بن فرنگی نے سنبھالی۔ اس حکمران نے تاتاریوں سے مصالحت کر کے فارس کو قتل وغارت سے بچایا اور اہل فارس کو امن امان نصیب ہوگیا۔ سعدی نے سنا تو آپ کے قلب مجروح کو بڑی تسکین ہوئی۔ وطن کی محبت، آخر ۶۶۵ھ بمطابق ۱۲۶۶ء میں آپ کو فارس کے دارالسطنت شیراز میں لے آئی۔

وفات اور شہرت:۔ تذکروں سے پتا چلتا ہے کہ ہندوستان سے حاکم ملتان نے قاصد بھیج کر آپ کو ہندوستان آنے کی دعوت دی۔لیکن آپ بہت ضعیف ہو چکے تھے۔اس لئے معذرکی بقیہ عمر شیراز کی ایک خانقاہ میں گوشہ نشینی اختیار کر کے گزری۔ جو شیراز سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر رکنا آباد کے کنارے واقع ہے۔اس خانقاہ کو مرتے دم تک نہ چھوڑا۔''سعدیہ'' کے نام سے موسوم ہے اور زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

تصنیفات:۔سعدیؔ کی مشہور آفاق تصانیف''گلستان''اور''بوستان'' ہیں۔ان کے علاوہ کلیات بھی آپ کی یادگار ہے۔کلیات،عربی،فارسی قصائد،مراثی،ملمعات،غزلیات،خطابات اور ہزلیات پر مشتمل ہے۔آپ نے عطار کے طرز پر پند نامہ بھی تالیف کیا ہے۔

بوستان جس طرح شاہنامہ فردوسی لازم میں''مثنوی معنوی'' تصوف وعرفان میں بے مثال ہے۔اسی طرح بوستان علم اخلاق میں اپنی مثال آپ ہے۔بوستان ۶۵۵ھ بمطابق ۱۲۵۷ء میں لکھی گئی۔

بوستان میں اخلاقی مسائل نہایت سہل اور موثر انداز میں بیان کئے گئے ہی۔مزید وضاحت کے لئے دلچسپ حکائتیں بھی لکھی ہی۔جن کی وجہ سے آپ کے پند ونصائح دلوں پر دیرپا اثر چھوڑ جاتے ہیں۔''بوستان'' حمد ونعت سے شروع ہوتی ہے۔اس کے بعد دس باب میں جن کے عنوان حسب ذیل ہیں۔

1۔ **عدل درای وتدبیر جہانداری**

2۔ **فضلیت احسان**

3۔ **عشق ومستی وشور**

4۔ **تواضح**

5۔ **فضلیت رضا**

6۔ **قناعت**

7۔ تربیت

8۔ شکر بہ عافیت

9۔ توبہ

10۔ مناجات

غزل گوئی:۔ سعدیؔ غزل کے امام سمجھے جاتے ہیں۔ متقدمین الگ غزل تو نہیں کہتے تھے لیکن قصیدہ کے شروع میں محبوب کو خطاب کر کے چند عشقیہ اشعار لکھتے تھے۔ جن میں حسن و شباب کا ذکر ہوتا تھا۔ انہی اشعار کو تشبیب یا غزل کہتے تھے۔ سعدیؔ سے پہلے انوری اور ظہیر فاریابی نے قصیدے سے الگ بھی غزلیں لکھیں۔ لیکن ان میں بھی قصیدے ہی کی شان پائی جاتی تھی۔ اگرچہ ان کی زبان قصیدے کی طرح پر شکوہ نہیں بلکہ غزل کی طرح لطیف ہوتی تھی۔ حکیم منائی اور مولانا روم نے بھی غزلیں کہیں لیکن ان کا موضوع غزل، تصوف، معرفت حق اور عشق حقیقی ہے۔ سب سے پہلے شاعر سعدیؔ ہیں جنھوں نے غزل کو صحیح معنی میں غزل بنایا۔

مرثیہ گوئی:۔ سعدیؔ نے عام شعرا کی طرح مرثیے بھی کہے ہیں۔ لیکن مرثیہ گوئی میں بھی آپ نے ایک نئی بات پیدا کی ہے۔ آپ وہ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے فرد کا مرثیہ لکھتے ہوئے پوری قوم کی نوحہ خوانی کی ہے۔ خلفائے عباسیہ کی حکومت اگرچہ ان برائے نام رہ گئی تھی۔ لیکن یہ پانچ سو سال کی ایک عظیم اسلامی یادگار تھی۔ جس کے ڈنکے ایشیا اور یورپ میں بجتے تھے۔ بغداد اس کا دارالسطنت تھا۔ جو اسلامی علوم وفنون کا مرکز رہ چکا تھا۔ اس لئے ہلاکو کے ہاتھوں اس جلیل القدر حکومت کا مٹنا ایک بہت بڑا قومی حادثہ تھا۔ شیخ نے اس حکومت کے آخری تاجدار خلیفہ مستعصم باللہ کا مرثیہ لکھا۔ گویا پوری قوم اور ملک کا مرثیہ تھا۔

سعدیؔ نثر و نظم دونوں کے بے نظیر و بے بدل استاد مانے جاتے ہیں۔ ان کی تالیفات ہر طبقہ خیال کے لوگوں میں مقبول رہی ہیں اور دنیا کی اکثر زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ گلستان نثر و نظم کا حسین امتزاج ہے۔

مجالس پنجگانہ ،نعمیۃ الملوک ،تقریرات ثلاثہ اور رسالہ عقل وعشق آپکی نثری تالیفات ہیں۔نظم میں مثنوی ، قصیدے،مرثیے ،قطعات، رباعیات ،ترجیع وترکیب بنداورغزلیات کے چند مجموعے (غزلیات قدیم ،صاحبیہ اورطیبات) نیز بعض دیگر اصناف سخن موجود ہیں۔

امدادی کتب:

1۔ تاریخ ادبیات ایران،از ڈاکٹر رضا زادہ شفیق

2۔ ادب نامہ ایران،از مرزا مقبول بیگ بدخشانی

3۔ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ،از ڈاکٹر محمد ریاض،ڈاکٹر صدیق شبلی

4۔ ایرانی ادب،از ظہورالدین احمد

5۔ تاریخ ادبیات ایران،از ڈاکٹر منظر امام

ASSIGNMENT QUESTIONS

M.M : 20

نوٹ: مندرجہ ذیل میں دیئے گئے سوالات میں سے کوئی دو سوالات کے جوابات لکھنا لازمی ہیں۔

سوال نمبر1۔ نصاب میں شامل امیر خسرو کے حالات زندگی اور ان کے کلام کی خصوصیات قلم بند کیجئے۔

سوال نمبر2۔ نصاب میں شامل غنچہ فارسی کے پہلے پانچ اقتباسات کے فارسی متن کے ساتھ اردو ترجمہ کیجئے۔

سوال نمبر3۔ نصاب میں شامل اکائی نمبر2 کے فارسی قواعد کو قلم بند کیجئے۔

Content writers:

1. Dr. Liaqat Ali

Inch. Teacher Urdu. DDE, University of Jammu. (Lesson 1,2,3,4&7)

2. Dr. Ajaz Hussain Shah

Lecturer, Deptt. of Urdu, University of Jammu. (Lesson 5)

3. Dr. Junaid Ahmed

Assistant Prof. Deptt. of Persian, MANUU, Hyderabad. (Lesson 6,8&9)

Content Editing: Dr. Liaqat Ali

Inch. Teacher Urdu. DDE, University of Jammu. (Unit-I to IV)

© Directorate of Distance Education, University of Jammu, Jammu 2019

- **All rights reserved. No part of this work may be reproduced in any form, by mimeograph or any other means, without permission in writing from the DDE, University of Jammu.**
- **The script writer shall be responsible for the lesson/script submitted to the DDE and any plagiarism shall be his/her entire responsibility.**

Printed By : M/S Printech 800/19

DIRECTORATE OF DISTANCE EDUCATION
UNIVERSITY OF JAMMU
JAMMU

SELF INSTRUCTION MATERIAL
M.A. URDU (SEMESTER FIRST)

COURSE NO: 104 (ELEMENTARY PERSAIN)

UNIT I-IV **LESSON : 1-9**

PROF. (DR.) SHOHAB INAYAT MALIK **DR. LIAQAT ALI**
COORDINATOR P.G. URDU, DDE. **I/T URDU, DDE**

http:/www.distanceeducationju.in

(C) All copyright privileges of the material vest with the Directorate of Distance Education, University of Jammu, Jammu-180006